

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار شہزادیوں کے فضائل و مناقب کا مجموعہ اسلامی

بنات الشابات

معنی مرتب

صحیح قرآن حکیم علیہ السلام

واللہ اعلم بالصواب: محمد تقی محمد فرید الدین عابدی

فلیق حیات استقامت عالمیہ علی ایہ سیدان شریف



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیوں کے فضائل و مناقب کا مجموعہ

اشکاتِ سبکدوش

مثنوی

سبکدوش

میں حضرت امیر شریعت قزلائی حضرت قبلہ
صاحبزادہ پیر محمد ظفر اقبال علیہ السلام صاحبِ شہادت بکا تہم علیہ
سہل و آسان علیہ السلام پیر علی پور سید الشہین

مثنوی

شیخ القرآن علیہ السلام پیر محمد مقبول احمد سرور دہشت بکا تہم علیہ
مولانا صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور دہشت بکا تہم علیہ
فیروز آباد سید علی پور سید الشہین

محمد علی خان پوری

نئی پبلشر ۲۰۰۰ اور بازار لاہور
فون: 042-37246006

سبیر برادرز



بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد حقوقی ملکیت سے بحق نامہ محفوظ حدیث

اثبات بنات اربعہ

مک شیعہ حسین

ناشر

نمبر 2008/1 از ستمبر 1430ھ

بن اشاعت

طابع اشتیاق اسے مشتاق پر نثر لاہور

طابع

ورڈ ڈیسک

کپیٹنگ

لے آؤٹ ایس ایڈورٹائزنگ ورڈ

سرورق

0345-4653373

قیمت 120/- روپے



ضروری التماس

قاری محترم! ہمارے ایشیاء کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پہلی اشاعت کی ہے۔ تاہم ہمارے یہاں
میں کوئی غلطی یا کتبہ وارد ہوا کام ضرور کریں تا کہ وہ درست کر دی جائے۔ تاہم اس بار بار ضرور کریں۔

(۳)

ترتیب

- ۱۱..... انتساب
- ۱۲..... کبھی آپ نے سوچا؟
- ۱۵..... عقیدہ بنات اربعہ قرآن کریم سے
- ۱۶..... لفظ نساً عام ہے
- ۱۷..... عقیدہ اہلسنت درست ہے
- ۱۸..... حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمۃ کی بے نظیر وضاحت
- ۱۸..... حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمۃ کی وضاحت
- ۲۰..... حضرت علامہ ابوالحسن علیہ الرحمۃ کی وضاحت
- ۲۱..... اثبات عقیدہ بنات اربعہ اکابرین امت سے
- ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور علیہ السلام کی
- ۲۱..... چار صاحبزادیاں تھیں
- حضور علیہ السلام کی دو شہزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
- ۲۲..... نکاح میں آئیں
- ۲۳..... ترتیب بنات اربعہ
- ۲۳..... حضرت سیدہ خدیجہ کے بطن اقدس سے سرکار علیہ السلام کی مکمل اولاد ظاہرہ
- ۲۵..... ہجرت حضرت عثمان ورقہ بنت رسول حبشہ کی طرف (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
- ۲۶..... بنات اربعہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۲۸..... سوائے حضرت ابراہیم کے تمام اولاد رسول حضرت خدیجہ سے ہوئی

- حضور علیہ السلام کے بڑے شہزادے حضرت قاسم تھے ۲۸
- حضرت ابراہیم بن رسول اللہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے ۲۹
- اِنَّ خَالَكُنْكَ نَحْوُ الْاُنْثٰی (آیت) کی شان نزول اور اولاد رسول ۳۰
- شاہ مقوقس کا ہدیہ "حضرت ماریہ قبطیہ" حضور کیلئے ۳۳
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زینب اور ان کی بیٹی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ۳۳
- نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت نکاح اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک ۳۵
- حضرت قاسم کی ولادت ۳۷
- حضور علیہ السلام کی اولاد امجاد کی تفصیل ۳۸
- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد چھ نفوسِ قدسیہ ہیں ۴۱
- امام زہری کی روایت ۴۲
- سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت و وصال ۴۳
- حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کی محبت ۴۳
- فضائل سیدہ زینب بزبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۴
- سیدہ امامہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۴
- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل اولاد امجاد ۴۶
- ان میں سے جن میں علماء کا اختلاف ہے ۴۶
- سیدہ زینب بنت رسول کا انتقال حیات مبارکہ ظاہر نبی کریم میں ہوا ۴۷
- سیدہ زینب کی مختصر سوانح ۴۷
- حضرت امامہ بنت زینب سے حضرت علی کا نکاح ۴۸
- حضرت شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد ۴۹
- حضرت ملا معین کا شفی لکھتے ہیں ۴۹
- علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری ۵۰

- علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم ۵۰
- حضرت عثمان اور انکی زوجہ محترمہ رقیہ ۵۲
- حضور علیہ السلام کا اپنی شہزادیوں کو دینے میں جانا ۵۳
- ملاں باقر مجلسی شیعہ اور بناتِ اربعہ ۵۴
- حضرت عثمان کی شادی و رخصتی حضرت ام کلثوم اور انکی تاریخ ۵۵
- ذکر حضرت زینب بنت رسول اللہ علیہ السلام ۵۶
- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابوالعاص سے اور اولاد ۵۶
- حضرت ابوالعاص ایمان لے آئے ۵۷
- سیدہ زینب کی ولادت و وفات ۵۷
- سیدہ زینب بنت رسول اللہ غسل دینے والے؟ ۵۸
- سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی بیٹی کی قبر میں اترے ۵۸
- خلاصہ ذکر حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۹
- حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۰
- حضرت ابوالعاص اور جنگ بدر ۶۲
- حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بار بطور قدسیہ ۶۳
- سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت ۶۵
- قریش کے مظالم ۶۵
- بی افضل بنات جنی فرمانِ مصطفوی ۶۶
- مسک ابلیسیت و جماعت ۶۶
- سیدہ فاطمہ سب بنات رسول سے افضل ہیں ۶۶
- ابوالعاص کا قبولِ اسلام ۶۷
- سیدہ زینب بنت رسول اور حضرت ابوالعاص کی وفات ۶۹
- سیدہ زینب بنت رسول کی اولاد امجاد ۶۹

- نواسہ رسول علی بن ابی العاص ۷۰
 حضور ﷺ کی نواسی امامہ بنت زینب ۷۰
 نماز کے دوران سیدہ امامہ کو گویں اٹھانا ۷۰
 نکاح امامہ برطابق وصیت حضرت فاطمہ ۷۰
 نکاح ثانی امامہ برطابق وصیت حضرت علی ۷۱
 مناقب امامہ بزبان نبی اکرم علیہ السلام ۷۱
 نواسہ رسول علی کی وفات ۷۱
 ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۳
 سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۷۳
 حضرت عثمان سے نکاح رقیہ ۷۴
 حضرت رقیہ کا اسلام لانا اور عقیدہ کا ان کو چھوڑنا ۷۴
 نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت ولادت رقیہ ۷۵
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ
 کیساتھ ہجرت حبشہ ۷۶
 حضرت عبداللہ بن عثمان کی والدہ رقیہ ۷۷
 ہومبارک تجھ کو ذی النورین جوڑ انور کا ۷۷
 بوقت وصال عبداللہ بن عثمان کی عمر ۸۰
 رسول اللہ علیہ السلام کا اپنی شہزادی کے وصال پر گریہ فرمانا ۸۰
 خلاصہ ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۸۳
 عقد اول ۷۳
 طلاق ۸۳
 عقیدہ یا عقیقہ ۸۵
 ابو کبشہ ۸۶

- حضرت عثمان سے نکاح ۸۶
 سب سے اچھا جوڑا ۸۷
 ارشاد رسول ۸۷
 سیدہ رقیہ کی وفات ۸۸
 سیدہ رقیہ کی اولاد ۸۸
 ذکر ام کلثوم بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا) ۸۹
 حضرت ام کلثوم کا نکاح پامر خد اوئدی ہوا ۹۵
 مقام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۶
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادیوں کا نکاح اللہ نے فرمایا ۹۷
 حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ۹۸
 وصال حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۹۹
 حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا ۹۹
 حضرت علی، فضل اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر شریف میں اتارا ۱۰۰
 خلاصہ ذکر حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰۰
 جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں ۱۰۳
 ذکر حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۰۵
 سیدہ سلام اللہ علیہا کے القابات ۱۰۵
 ۱- زہرا ۱۰۵
 ۲- بتول ۱۰۶
 نام نہانی اسم گرامی کی وجہ تسمیہ ۱۰۶
 رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصا ۱۰۶
 اولاد فاطمہ کا میں باپ ہوں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰۷
 اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے ۱۰۷

۱۰۸ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انسانی شکل میں حور ہیں

۱۰۸ فضائل سیدہ بربان ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

۱۰۹ خارجیوں سے سوال

۱۱۰ سیدہ فاطمہ اور ان کے محبت جنم سے آزاد ہیں

۱۱۰ فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے

۱۱۱ فاطمہ کی خوشی میری خوشی ہے

۱۱۱ جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۱۳ سب سے زیادہ محبوب کون؟

۱۱۳ نبی کریم علیہ السلام کا سیدہ سے انداز محبت

۱۱۴ سب سے زیادہ فصیح اللسان

۱۱۴ میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں

۱۱۵ اے اہل محشر سر جھکا لو آنکھیں بند کر لو

۱۱۶ مختصر سوانح سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا

۱۱۶ نام و نسب والقاہات

۱۱۶ ولادت باسعادت

۱۱۸ غسل اول

۱۱۹ حضرت علی پاک سے سیدہ کا نکاح

۱۲۰ حکم خداوندی

۱۲۱ آسمانوں پر سیدہ کا نکاح

۱۲۲ سیدہ کا جہیز

۱۲۲ حق مہر

۱۲۳ امت کی شفاعت سیدہ کا حق مہر

۱۲۵ سیدہ کا وصال پر طالع

۱۲۶۔ سیدہ کی اولاد پاک.....
۱۲۷۔ اثبات بنات اربعہ از کتب معتبرہ شیعہ.....
۱۲۸۔ ۱۔ شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب اصول کافی ملاحظہ ہو.....
۱۲۸۔ ۲۔ فروع کافی.....
۱۲۸۔ ۳۔ فروع کافی بحوالہ القول المقبول فی بنات الرسول.....
۱۲۹۔ ۴، ۵، ۶۔ القول المقبول فی بنات الرسول، تحفہ العوام اور تہذیب الاحکام.....
۱۲۹۔ ۷۔ قرب الاسناد لابن العباس.....
۱۳۰۔ ۸۔ فصال الامن بابو یحییٰ.....
۱۳۱۔ ۹۔ کتاب الاستبصار.....
۱۳۲۔ ۱۰۔ بحال السموئیلین.....
۱۳۲۔ ۱۱۔ مناقب آل ابی طالب.....
۱۳۲۔ ۱۲۔ کتاب الامالی.....
۱۳۳۔ ۱۳۔ مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيه.....
۱۳۳۔ ۱۴۔ شرح فتح البلاء ابن ابی حدید.....
۱۳۳۔ ۱۵۔ مروج الذهب للمسعودی.....
۱۳۳۔ ۱۶۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی.....
۱۳۳۔ ۱۷۔ شرح فتح البلاء فارسی الاسلام.....
۱۳۵۔ ۱۸۔ تفسیر مجمع البیان.....
۱۳۵۔ ۱۹۔ منج الصادقین.....
۱۳۵۔ ۲۰۔ مسالک الافہام.....
۱۳۶۔ ۲۱۔ اعیان الشیعہ.....
۱۳۶۔ ۲۲۔ بحار الانوار.....
۱۳۷۔ ۲۳، ۲۴، ۲۵۔ تاریخ التواریخ.....

۲۶- چہار درہ معصوم	۱۳۷
۲۷- المہو ط	۱۳۸
۲۸- ۲۹- شانی، تلخیص الشانی	۱۳۸
۳۰- منتخب التواریخ	۱۳۸
۳۱- حیات القلوب	۱۳۸
۳۲- مثنی الامال	۱۳۹
۳۳- مروج الذهب	۱۳۹
۳۴- حیات القلوب	۱۳۹
۳۵- حیات القلوب	۱۴۰
۳۶- مرآۃ العقول	۱۴۰
۳۷- مجمع عظیم	۱۴۰
۳۸- انوار نعمانیہ	۱۴۰
۳۹- مرآۃ العقول	۱۴۱
۴۰- تنقیح المقال (فیصلہ کن بات)	۱۴۱
۴۱- ابن شہر آشوب	۱۴۱
۴۲- اخبار ماتم	۱۴۲
کتابیات	۱۴۳

انتساب

فقیر اپنی اس خالص عقیدت کو حضور شہنشاہ لاٹانی قدس سرہ
النورانی، علی پوری کے حضور پیش کر کے ان سے نصرت و اعانت کا
ملتی ہے کیونکہ نہ علمی اثاثہ رکھتا ہے نہ تحریری تجربہ
بس اپنے مرشد گرامی کی دعاؤں کے سہارے قلم تھام لیا ہے اور
وہی ملجی و ماویٰ ہیں۔

امید کرم کے ساتھ نگاہ لطف کا ملتی

محمد مقبول احمد سرور
فیصل آباد

کبھی آپ نے سوچا؟

قارئین کرام!

کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کتنا ظلم عظیم ہے۔

میرے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہزادیوں کو ابوبیت مصطفیٰ سے نکال کر کسی اور کی بیٹیاں کہا جا رہا ہے۔

اور ہم خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں جبکہ ارشاد باری ہے کہ (اَذْعُوهُمْ بِاَلْبَابِہُمْ) پ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۵) بلاؤ ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے۔

اگر کبھی آپ روحانی کانوں سے سنیں تو آپ کو بنات رسول کی آوازیں آج بھی سنائی دیں گی کہ

کیا اس ظلم عظیم کا سد باب کرنے والا کوئی نہیں ہے؟

اٹھئے اور

اپنے آقا علیہ السلام کی دختران مقدسہ کی ناموں کے لیے میدان عمل میں آئیے
ان ظالموں کو بتا دیجئے کہ

جب تک اہلسنت و جماعت کا ایک ششماہی بچہ بھی موجود ہے عزت رسول پر
کبھی آنجناب نہ آنے دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جنابہ زینب، زقیہ اور ام کلثوم میرے نبی کی ایسی ہی شہزادیاں ہیں جیسی حضرت
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو پھر ان بد باطن و یدہ دہن لوگوں کا ایک شہزادی کا
اقرار اور تین سے انکار کیوں؟ میری بالعموم ہر طبقہ سے اور بالخصوص دارثان محراب و
منبر اور سجادگان خانقاہان اولیاء اللہ سے دست بستہ التماس ہے کہ اپنے آقا کی تمام
شہزادیوں پر ایمان رکھنے والو..... آؤ مل کر ان کی عظمت و شان کا تحفظ کریں تاکہ اس
ظلم عظیم کا خاتمہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر اور اس کا حبیب علیہ السلام ہم سے راضی ہو۔

دعا گو

محمد مقبول احمد سرور

فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

عقیدہ بنات اربعہ قرآن کریم سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

(پ ۲۲ سورہ احزاب، آیت ۵۹)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اپنی ازواج (مطہرات) اور

اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو فرمادیجئے۔“

”اَزْوَاجُكَ“: ازواج جمع ہے زوج کی اور زوج کہتے ہیں بیوی کو کیونکہ زوجہ

کے ساتھ تائید ہے تو زوجہ ایک بیوی اور ازواج کئی بیویاں۔ عربی اصول کے

مطابق ایک کو واحد دو کوثنیہ اور دو سے اوپر کو جمع بولتے ہیں تو لفظ ازواج کم از کم تین

بیویوں پر بولا جائے گا اور ”لک“ ضمیر واحد مذکر مخاطب کی ہے جو کہ لفظ قل (صیغہ واحد

مذکر مخاطب) کے مطابق ہے لہذا ترجمہ یہ ہوگا کہ ”اے حبیب آپ اپنی بیویوں کو فرما

دیجئے“ تو یہاں پر تمام بیویاں خطاب میں شامل ہیں۔ اس سے آگے ”و“ عاطفہ ہے

اور حرف عطف مغایرت کے لیے آتا ہے یعنی اس واؤ نے ما قبل اور ما بعد کو علیحدہ علیحدہ

کر دیا ہے آگے جو لفظ آ رہا ہے اس لفظ کا غیر ہے جو پہلے آ چکا ہے یعنی کہ ازواج اور

بنات میں مغایرت ہے۔

”وَبَنَاتِكَ“: بنات جمع ہے بنت کی اور بنت کہتے ہیں بیٹی کو بنت واحد یعنی

ایک بیٹی بستانِ شنیہ یعنی دو بیٹیاں اور بساتِ جمع یعنی دو سے زیادہ جتنی بھی ہوں تمام بیٹیاں اور ترجمہ یہ ہوا کہ ”اے حبیب آپ فرما دیجئے اپنی (تمام) ازواج (بیویوں) کو اور اپنی (تمام) بیٹیوں کو“ جس سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ جس طرح ازواج دو سے زیادہ ہیں اسی طرح بنات بھی دو سے زیادہ ہیں۔

”وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ“ نِسَاء جمع ہے نِسْوَة کی اور نِسْوَة واحد یعنی ایک عورت نِسْوَتَانِ شنیہ یعنی دو عورتیں اور نِسَاء جمع یعنی دو سے اوپر تمام عورتیں اور یہاں نساء مضاف ہے مؤمنین کی طرف بخلاف ”اَزْوَاجُکَ اور بَنَاتُکَ“ کے کیونکہ یہ دونوں الفاظ ”ک“ ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہیں تو اس تشریح و توضیح سے ثابت ہوا کہ ”اَزْوَاجُکَ وَبَنَاتُکَ“ میں نبی کریم علیہ السلام کی بیویاں اور بیٹیاں مراد ہیں اور ”نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ“ میں مسلمانوں کی عورتیں مراد ہیں۔

لفظ نِسَاء عام ہے:

لفظ نِسْوَة عام ہے۔ بیوی، بیٹی، ماں، بہن سب پر بولا جاتا ہے کیونکہ سب عورتیں ہیں مگر جب کسی خاص فرد کی طرف مضاف ہو تو اس مناسبت سے ترجمہ ہوگا مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فرعون کی قوم اپنی نِسَاء کو باقی رکھتی اور بیٹوں کو ذبح کر دیتی تھی۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم میں ہے کہ

يَذَّبَحُونَ أَبْنَاءَکُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَکُمْ (ابراہیم ۶۱)

”وہ ذبح کر دیتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ رکھتے تمہاری عورتوں کو۔“

اگرچہ لفظ نِسَاء تمام عورتوں پر بولا جاتا ہے مگر اس مقام پر بیٹیاں مراد ہیں کیونکہ اَبْنَاء کے مقابلہ پر نِسَاء کُھ فرمایا گیا ہے تو اس قرینہ نے بیٹیاں متعین کر دیں اور دوسرا واقعہ فرعون کا حکم جاری کرنا کہ بیٹوں کو ذبح کرو بھی یہ مفہوم متعین

کرتا ہے کہ بیٹیوں کو چھوڑ دو تو یہاں پر لفظ نِسَاء بول کر بیٹیاں مراد لی گئی ہیں بخلاف ”قُلْ لَا زَوْجَکَ وَبَنَاتُکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ“ کے کہ یہاں نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ میں تمام عورتیں مؤمنین کی مائیں نہیں بیٹیاں بیویاں سب مراد ہیں اور نبی علیہ السلام کی بیویاں اور بیٹیاں اَزْوَاجُکَ اور بَنَاتُکَ میں متعین ہیں اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ بَنَاتُکَ میں قوم کی بیٹیاں مراد لینا درست نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بیٹی تو ایک ہی ہے اور یہاں بَنَاتُکَ جمع کا لفظ قوم کی بیٹیوں کے لیے ہے کیونکہ وہ بھی حضور ہی کی بیٹیاں ہیں اگر اسے درست مانا جائے تو اَزْوَاجُکَ سے مراد بھی معاذ اللہ قوم کی بیویاں مراد لینی پڑیں گی حالانکہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں کیونکہ تمام امت کی بیویاں بھی حضور کی روحانی بیٹیاں ہی ہیں تو اَزْوَاجُکَ میں حضور علیہ السلام کی اپنی ازواج مطہرات مراد ہیں اسی طرح بَنَاتُکَ میں بھی سرکار کی اپنی بیٹیاں (جسمانی شہزادیاں) مراد ہیں اور وہ کم از کم دو سے اوپر ہیں یعنی تین یا تین سے زائد ہیں مگر شیعہ حضور کی ایک صاحبزادی کے علاوہ باقی شہزادیوں کا انکار کر کے قرآن کریم کی اس نص قطعی کے منکر ہوتے ہیں۔ صرف اور صرف اس لیے کہ اگر باقی شہزادیاں تسلیم کر لیں تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم علیہ السلام کا داماد ماننا پڑے گا وہ اپنے من گھڑت عقیدہ کو برقرار رکھنے کے لیے قرآن کی آیت کے انکاری ہو جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

عقیدہ اہلسنت درست ہے:

اہلسنت و جماعت قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کے پیش نظر حضور علیہ السلام کی چار شہزادیوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں اور سرکار عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکار نبی کریم علیہ السلام کا داماد مانتے ہیں جیسا کہ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

هو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا

ثابت ہوا البتہ وجماعت کا عقیدہ بنات اربعہ بالکل درست اور قرآن کریم کے مطابق ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے چیلنج نہیں کر سکتی اور غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمۃ کی بے نظیر وضاحت:

مناظر اعظم حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کی وضاحت میں ارقام فرماتے ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) تین اقسام کی عورتوں کا ذکر فرمایا اور تینوں پر لفظ جمع استعمال فرمایا (۱) ازواج، (۲) بنات، (۳) نساء المؤمنین۔ ان تینوں میں سے کسی لفظ میں واحد کا شائبہ ہی نہیں بنت کا لفظ واحد کہاں سے لاؤ گے؟

۲- بنات کا لفظ حقیقی بیٹیوں پر استعمال ہوتا ہے سو قلی بیٹیوں پر نہیں ہوتا۔

۳- بنات کی اضافت اللہ تعالیٰ نے "ک" خطاب کی طرف فرمادی تاکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہو جائے اگر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بچھلی لڑکیاں ہوتیں تو بنات زوجہ ہوتا و بناتک میں ک اضافی نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں ثابت کر دیں۔

(عیاس خلافت ص ۱۷۱، ۱۷۲ منہ محمد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ انجمن اہل تشیع دار بارکات لاہور)

حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمۃ کی وضاحت:

مفسر شہر حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الانزہری بھیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہاں (اس آیت میں) حضور کی صاحبزادیوں کا جب ذکر آیا تو قرآن نے بنت ایک صاحبزادی نہیں فرمایا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح موجود ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یہاں فقط دو حوالے پیش کرتا ہوں اصول کافی جو اس فرقہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں:

وتزوج خدیجۃ و ہوا بن بضع و عشرين سنة فولدہ منہا
قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وزینب و أم کلثوم
وولدہ بعد البعث الطیب والطاہر و فاطمۃ علیہا السلام۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی، بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، أم کلثوم، زینب اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اصول کافی جلد اول ص ۳۳۵، مطبوعہ تہران)

ان کی دوسری کتاب حیات القلوب میں علامہ مجلسی رقمطراز ہیں:

وقرب الاسناد سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و أم کلثوم ورقیہ وزینب۔ (حیات القلوب ص ۸۲۲)

ترجمہ: قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی، طاہر، قاسم، فاطمہ، أم کلثوم، رقیہ اور زینب

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (تفسیر ضیاء القرآن، جلد چہارم ص ۹۶)

ان روشن تصریحات کے باوجود جو لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں خاندان نبوت سے ان کی بے مہری اور بے مروتی محتاج بیان نہیں۔

حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ کی وضاحت:

مفسر العصر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں کہ

لِى الْاَيَّةِ رَدٌّ عَلَى مَنْ زَعَمَ مِنَ الشَّيْعَةِ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْبَنَاتِ اِلَّا قَاطِبَةُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى
عَلَى آبِئِهَا وَعَلَيْهَا وَسَلَّمَ وَاَمَّا رُقِيَّةٌ وَاُمُّ كُلثُومٍ قَرَبِيَّاتَا عَلَيْهِ
السَّلَامُ.

اس آیت کریمہ میں شیعوں کے اس زعم باطل کا بھی رد ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضور کی صاحبزادیاں نہ تھیں سوا حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور حضرت رقیہ و ام کلثوم یہ دونوں روپیہ تھیں۔

یعنی حضور کی ازواج پہلے خاوندوں کی بیٹیاں لائیں تھیں۔

تو آیت کریمہ میں بَيَّنَّاهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا رَؤَا جِكَ وَبَيْنِكَ كَيْسُ فَرَايَا وَبَيْنِكَ فَرَمَانَا تھا۔

اور بنات کے بعد عامہ مؤمنین کی خواتین کے لیے وَلَيْسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ ارشاد

ہوا۔

تو ثابت ہوا کہ حضور کی متعدد صاحبزادیاں تھیں کم از کم تین ضرور تھیں اس لیے کو

تَجَمَّعَ قَوْنِي الْأَنْسَيْنِ پر آتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کا خیال غلط ہے بلکہ بَنَاتُ النَّبِيِّ تین تھیں سیدہ زہراء، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

(تفسیر احسانات، جلد ہفتم ص ۴۱۳ مطبوعہ ضیاء القرآن دہلی کوشن)

علیٰ ہذا القیاس تمام مفسرین کرام نے بنات کے لفظ سے حضور کی چار صاحبزادیاں تحریر کی ہیں۔

اثبات عقیدہ بنات اربعہ اکابرین امت سے

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں تھیں:

إِمَّا وَكُنَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّهُنَّ مِنْ خَدَائِجَةٍ إِلَّا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالمزنی بن قصی، قصی پر بیچ کر ان کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے وہ طاہرہ کے قحب سے مشہور تھیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زاید تھیں۔ ان کے والد اپنے قبیلے میں ممتاز تھے۔ مکہ میں آ کر سکونت اختیار کی اور عبد اللہ کے حلیف بنے۔

(طبقات ابن سعد ذکر خدیجہ کتاب النساء، بحوالہ سیرت النبی، جلد دوم ص ۲۴۳ از شلی احمادی)

عاصر بن لوی کے خاندان میں فاطمہ بنت زاید سے نکاح کیا ان کے بطن سے حضرت خدیجہ پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ تھیں سے ہوئی۔ ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام بند تھا، دوسرے کا حارث۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد حقیقی بن عاصم غزوہ کے عقد نکاح میں آئیں۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی بند تھا۔ اسی بنا پر حضرت خدیجہ ام بند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ بند نے اول اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متصل حلیہ ان ہی کی روایت سے منقول ہے نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اور شہید ہوئے۔ (الاصابہ ذکر ہند بحوالہ سیرت النبی، جلد دوم ص ۲۴۳)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ مِنْ مَّارِيَةِ الْقُبُطِيَّةِ وَوُلِدَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ
بَنَاتٍ۔ (الاستیعاب، جلد اول، ص ۲۲)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کہ وہ تمام کی تمام
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی مگر حضرت ابراہیم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہ وہ حضرت ماریہ قبطیہ سے تھے اور حضرت خدیجہ سے حضور کی
چار بیٹیاں ہوئیں۔

حضور علیہ السلام کی دو شہزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
نکاح میں آئیں:

لَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ أَكْبَرُهُنَّ زَيْنَبُ بَلَا خِلَافَ وَبَعْدَهَا أُمُّ
كُلثُومٍ وَفَيْلُ زَيْنَةَ وَهُوَ الْأَوَّلَى لِأَنَّ زَيْنَةَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ قَبْلُ
وَمَعَهَا هَاجَرَ إِلَى الْأَرْضِ الْحَبَشَةِ ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدَهَا وَبَعْدَ
وَقَعَةٍ بَذَرَ أُمُّ كُلثُومٍ وَالصَّحِيحُ أَنَّ أَصْغَرَهُنَّ فَاطِمَةُ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَعَنْ جَمِيعَهُنَّ۔ (الاستیعاب، جلد اول، ص ۲۲)

اس میں اختلاف نہیں کہ سب میں سے بڑی سیدہ زینب ہیں بلا اختلاف
اور اس کے بعد ام کلثوم بعض نے کہا کہ اس کے بعد رقیہ ہیں اور وہ پہلی
ہیں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عثمان غنی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمایا پہلے اور ان کے ساتھ ارض حبشہ کی طرف

(بقیہ حاشیہ گزشتہ سے) حقیقی کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں
آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی چار اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے کہ دونوں بچپن میں انتقال
کر گئے اور چار صاحبزادیاں حضرت فاطمہ زہرا، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ
عنہن) (سیرت النبی، جلد دوم، ص ۲۳۲)

ہجرت فرمائی۔ پھر ان کی وفات اور واقعہ بدر کے بعد حضرت ام کلثوم سے
نکاح فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ ان سب سے چھوٹی حضرت سیدہ فاطمہ تھیں
رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

ترتیب بنات اربعہ:

عَلَى مَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ زَيْنَبَ الْأُولَى ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقِيَّةُ ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ
كُلثُومٍ ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ
وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔ (الاستیعاب، جلد اول، ص ۲۳۹)

نبی کریم علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کی ترتیب متواترات احادیث
مبارکہ سے یوں ہے کہ حضرت سیدہ زینب پہلی، سیدہ رقیہ دوسری، سیدہ
ام کلثوم تیسری اور پھر سیدہ فاطمہ الزہراء نبی کریم علیہ السلام کی چوتھی
شہزادی تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

حضرت سیدہ خدیجہ کے بطن اقدس سے سرکار علیہ السلام کی مکمل اولاد طاہرہ:

قَالَ قَتَادَةُ وَوُلِدَتْ لَهُ خَدِيجَةُ غُلَامَيْنِ وَأَرْبَعُ بَنَاتٍ
الْقَاسِمَةُ وَبِهِ كَانَ يُكْنَى وَعَاشَ حَتَّى مَشَى
وَعَبَدَ اللَّهَ مَاتَ صَغِيرًا
وَمِنْ الْبَنَاتِ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَرُقِيَّةُ وَ أُمُّ كُلثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمُ۔ (الاستیعاب، جلد اول، ص ۲۱۸)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے بطن اقدس سے نبی کریم علیہ السلام کے دو شہزادے تھے اور چار شہزادیاں، حضرت

قاسم وہ صاحبزادے جن سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی وہ چلنے تک زندہ رہے۔
حضرت عبداللہ صغریٰ میں ہی فوت ہو گئے اور شہزادیوں سے حضرت فاطمہ، زینب، ام
کلثوم اور سیدہ رقیہ تھیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ قَوْلَاتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَدَهُ كُلُّهُمْ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ

الْقَاسِمُ وَبِهِ يُكْنَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالطَّاهِرُ وَالْعَلِيبُ
وَزَيْنَبُ وَرُقِيَّةُ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَفَاطِمَةُ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)

(سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۲۰۴)

ابن اسحاق نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد طاہرہ،
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے سوائے حضرت ابراہیم کے
پہلے صاحبزادے قاسم انہیں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت
ہوئی اور طاہر اور طیب اور زینب، رقیہ، ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی
اللہ تعالیٰ عنہم)

فَعَصَبُهَا إِلَيْهِ تَزَوَّجَهَا قَوْلَاتُ لَهُ أَوْلَادُهُ كُلُّهُمْ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ
زَيْنَبُ وَرُقِيَّةُ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَفَاطِمَةُ وَالْقَاسِمُ وَبِهِ كَانَ يُكْنَى
وَعَبْدُ اللَّهِ وَالطَّاهِرُ وَالْعَلِيبُ

(تاریخ کامل ابن ابی شیبہ، جلد ۱ ص ۱۰۱ - ۱۰۲ الطبری، جلد ۱ ص ۳۵)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم علیہ السلام نے پیغام نکاح یا پھر ان
سے نکاح فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم علیہ اقیہ و التسلیم کی
تمام اولاد طاہرہ پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد
پاک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور قاسم جن

سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت (ابو القاسم) ہے اور عبداللہ اور طیب و طاہر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہجرت حضرت عثمان و رقیہ بنت رسول حبشہ کی طرف (رضی اللہ تعالیٰ عنہما):

وَحَزَرَ جَ عُمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَأَمْرَأَتُهُ رُقِيَّةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (بقیہ تاریخ ابن خلدون، جلد ۱ ص ۸)

۱۔ معروف مورخ شامیین الدین ہندی رقیہ بنت رسول کی طرف ہجرت کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد و اجداد کے بارہ میں بڑا اختلاف ہے مختلف روایتوں کی رو سے ان
کی تعداد بارہ تک پہنچ جاتی ہے لیکن متفق علیہ بیان یہ ہے کہ چھ اولادیں تھیں۔ دو صاحبزادے قاسم اور ابراہیم اور
چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ ہر ایک بعض روایتوں میں دو اور صاحبزادوں طیب اور طاہر کا نام بھی
ملتا ہے ان میں حضرت ابراہیم بارہ قبیلہ کے بطن سے تھے باقی کل حضرت خدیجہ سے۔

قاسم سب سے پہلی اولاد تھے۔ ان کی پیدائش نبوت سے گیارہ بارہ سال پیشتر ہوئی تھی لیکن بچپن ہی میں
انتقال کر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم انہیں کے نام پر تھی۔ سب سے آخری اولاد
حضرت ابراہیم تھے۔ یہ ۱۷ سال میں پیدا ہوئے اور کل سوا دو مہینے زندہ رہے۔ ان کی موت کے دن اتفاق سے
سورج گہن ہوا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ ابراہیم کی موت اس کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس کی تردید فرمائی کہ چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت اس کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
زینب سب سے بڑی تھیں۔ یہ قاسم کے بعد پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زہرا بھائی ابو العاص کے ساتھ
ہوئی تھی۔ زینب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی میں ۱۷ سال میں انتقال کیا۔ ایک لڑکا علی اور ایک
لڑکی امہ یا گارہ پھوڑی۔ آنحضرت امہ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ نماز کی حالت میں بھی ان کو جہان کرتے
تھے۔ زینب سے چھوٹی رقیہ تھیں۔ ان کی شادی قبل از اسلام ابو لہب کے بڑے لڑکے حبیبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔
ظہور اسلام کے بعد ابو لہب نے اپنی کینہ پروری میں حبیبہ سے طلاق دلوادی طلاق کے بعد حضرت عثمان سے شادی
ہوئی۔ ان کا انتقال بھی آنحضرت کی زندگی میں غزوہ بدر کے زمانہ میں ہوا۔ انہی کی شادی کی وجہ سے حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔

رقیہ سے چھوٹی ام کلثوم تھیں۔ ان کی شادی ابو لہب کے دوسرے بیٹے حبیبہ کے ساتھ ہوئی۔ انہیں بھی
ابو لہب نے طلاق دلوادی تھی۔ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ثابت ہوا سیدہ رقیہ حضرت عثمان غنی کی زوجہ اور نبی کریم علیہ السلام کی حقیقی صاحبزادی تھیں۔

بنات اربعہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ أَوَّلُ مَنْ وَلَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ النَّبِيِّ الْفَاطِمَةُ وَبِهَا كَانَ يُكْنَى ثُمَّ وَلَدَتْ لَهُ زَيْنَبُ ثُمَّ رَقِيَّةُ

اور حضرت عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردی۔ شادی کے چھ سال بعد تک زعفران میں نہ نہا کر پالیا گیا۔

سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی سے ہوا۔ چونکہ بڑکیوں میں یہ سب سے چھوٹی تھیں اور ان کے علاوہ سب اولادیں آنحضرت کی حیات میں انتقال کر گئیں تھیں اس لیے آپ ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح کرنا چاہا تو آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ میری لڑکی میرا جگر گوشہ ہے جس سے اس کو دکھ پہنچے گا مجھے بھی اس سے اذیت ہوگی۔ آپ کی بامرضی دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت فاطمہ کی زندگی بھر دوسری شادی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا ان کی پانچ اولادیں تھیں۔ حضرت حسن، حضرت حسین، ام کلثوم، زینب، محسن، محسن کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ (تاریخ اسلام جلد اول، ص ۲۹-۳۰-۳۱)

علامہ قاری رضا، المستطی فرماتے ہیں کہ

ام المؤمنین سیدہ طہرہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھ اولادیں ہوئیں۔

اور صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں

۱۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے انھیں

کے نام پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی۔ آپ ابھی چلنے کے قابل ہی ہوئے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وسلم انکے (ہجرت حبشہ کے لیے)

ثُمَّ قَاطِبَةً ثُمَّ أُمَّ كُلْثُومَ ثُمَّ وَلَدَتْهُ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَقَى الصَّبِيَّ وَالظَّاهِرَ وَأُمَّهُمْ جَنِيْعًا حَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ۔

(طبقات ابن سعد، جلد اول، ص ۱۳۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پہلے جگر گوشہ جو مکہ مکرمہ میں (اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے وہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور انھیں سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کنیت (ابو القاسم) تھی پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جو اولاد ہوئی وہ سیدہ زینب پھر سیدہ رقیہ پھر سیدہ فاطمہ پھر سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) تھیں پھر جو اسلام میں (اعلان نبوت کے بعد) جو پیدا ہوئے وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کا نام طیب و ظاہر رکھا گیا اور اس تمام اولاد کی والدہ حضرت خدیجہ (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے کا نام عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ کا نہایت ہی چھوٹی عمر میں انتقال ہو گیا۔ آپ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے اکثر مومنین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لقب ہی طیب و ظاہر تھے۔

۳۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔

۴۔ سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

۵۔ سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں۔

۶۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حبیبہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے سب سے زیادہ پیارا فرمایا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد، باب الاول، جلد ۹، ص ۱۷۱، طبقات ابن سعد، جلد ۱، ص ۱۲۱، المعارف، ابن قتیبہ، ص ۶۶،

جرۃ الناساب، الحرب، ص ۱۶، حیات القلوب، الزملاء، باقر مجلسی، جلد ۲، ص ۲۹۸، منشی الامام ابو عباس قتی، جلد ۱، ص

۱۰۸، اصول کافی، ص ۲۷۹، سیرت ابن ہشام، بحوالہ امہات المؤمنین، ص ۱۰۶-۱۰۷، علامہ قاری و شاہ المستطی

مطہوعہ مکتبہ گیلانیہ، بیض آید)

بنت خولید رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سوائے حضرت ابراہیم کے تمام اولاد رسول حضرت خدیجہ سے ہوئی:
حافظ ابن کثیر و مشقی لکھتے ہیں کہ

قال ابن اسحق

فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِدَةً كُلُّهُمْ إِلَّا
إِبْرَاهِيمَ الْقَاسِمُ وَكَانَ بِهِ يُكْنَى وَالطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَزَيْنَبُ
وَرُقَيْةٌ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ.

(البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۲۹۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے ہے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
(حضور کے ایک صاحبزادے) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے آپ کی کنیت
(ابو القاسم) تھی اور طیب و طاهر اور سیدہ زینب، رقیہ، أم کلثوم اور فاطمہ (رضی اللہ
تعالیٰ عنہن)۔

حضور علیہ السلام کے بڑے شہزادے حضرت قاسم تھے:

أَكْبَرُ وَلَدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْقَاسِمُ ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ
اللَّهِ ثُمَّ أُمُّ كَلْثُومٍ ثُمَّ رُقَيْةٌ ثُمَّ فَاطِمَةُ.

(البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۲۹۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر سیدہ زینب پھر حضرت سیدنا عبد اللہ پھر سیدہ

أم کلثوم پھر سیدہ فاطمہ پھر سیدہ رقیہ

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ أَكْبَرُ وَلَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ ثُمَّ
زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ أُمُّ كَلْثُومٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ رُقَيْةٌ فَمَاتَ
الْقَاسِمُ وَهُوَ أَوَّلُ مَيِّتٍ مِنْ وَلَدِهِ بِنِكَاحٍ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ
فَقَالَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ قَدْ انْقَطَعَ نَسْلُهُ فَهُوَ الْبَتْرُ
فَأَنزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ يَذُرِكَ
وَالْحَرُّ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ) قَالَ ثُمَّ وَلَدَتْ لَهُ مَارِيَّةٌ
بِالْبَيْدِيَّةِ إِبْرَاهِيمَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةِ ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ
فَمَاتَ ابْنُ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَهْرًا. (البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۲۹۶)

حضرت سیدنا ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں پھر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر سیدہ أم
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا پس فوت ہو گئے قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ رسول اللہ علیہ السلام کی اولاد پاک
سے سب سے پہلے فوت ہونے والے ہیں مکہ میں پھر فوت ہوئے عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تو عاص بن وائل سہمی نے کہا (معاذ اللہ) یہ بتر ہیں ان کی نسل منقطع ہو چکی
ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرمائی پھر فرمایا ابن عباس نے کہ حضرت ماریہ قبطیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ذی الحجہ ۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور دو اٹھارہ ماہ کے تھے کہ فوت ہو گئے۔
إِنَّ شَانَنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (الآیت) کی شان نزول اور اولاد رسول:

امام اجل حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

”امام طبرانی اور ابن مردودہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے پاس چل کر گئے اور کہنے لگے بے شک یہ صابی آج کی رات بے نام و نشان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مکمل (تاریخ ابن کثیر اور تہذیب الدہلیہ جلد پنجم، ص ۵۲۷ مطبوعہ مجلس اکیڈمی کراچی)

صاحب الفضل ابو یوسف تحریر کرتے ہیں کہ

بناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار طاہرہ و طیبہ بیٹیاں ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں۔

۱۔ حضرت زینب ۲۔ حضرت رقیہ ۳۔ حضرت ام کلثوم ۴۔ عمر میں سب سے چھوٹی اور مقام و مرتبہ میں سب سے اعلیٰ حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔ (انوار نبوت و تہذیب الفضل ابو یوسف جلد دوم ص ۲۸)

معروف مورخ شیخ نعمانی لکھتے ہیں کہ

”۳۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ حلقہ مدینہ روایت یہ ہے کہ آپ کے چھ اولادیں تھیں۔ قاسم، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ ان تمام لڑکیوں نے اسلام کا دھما پایا اور ہجرت سے شرف اندوز ہوئیں لیکن ابن اسحاق نے دو صاحبزادوں کا نام اور لیا ہے طاہرہ و طیبہ اس چار اولاد مذکور کی تعداد لڑکیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ اس بارہ میں تمام اقوال جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بارہ اولادیں تھیں جن میں آنحضرت کے چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکیوں کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں البتہ صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ بخاری تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے جن میں قاسم اور ابراہیم پر تمام راویوں کا اتفاق ہے حضرت ابراہیم و رقیہ قبلہ سے اور زینب حضرت خدیجہ سے تھیں۔

(ذکر عائشہ، بطور ۲۲ بحوالہ میرزا ابی، جلد دوم، ص ۲۵۲ از علامہ شیخ نعمانی)

سورہ کوثر نازل فرمائی۔“

(مجمع الزوائد، جلد ۷، ص ۳۰۰ (۱۱۵۲۶) دار الفکر بیروت بحوالہ تفسیر درمنثور)

جلد ششم، ص ۱۱۳۹ اردو مطبوعہ لاہور پاکستان)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے پھر حضرت زینب پھر حضرت عبداللہ پھر حضرت ام کلثوم پھر حضرت فاطمہ اور پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ پس حضرت قاسم فوت ہوئے آپ کی اولاد میں سے مکہ مکرمہ میں سب سے اول فوت ہونے والے یہی تھے پھر حضرت عبداللہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا تحقیق ان کی نسل تو کٹ گئی اور یہ ابتر ہو گئے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے إِنَّ شَانَنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ نازل فرمائی۔

(تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳، ص ۱۱۶ دار الفکر بیروت بحوالہ تفسیر درمنثور جلد ششم، ص ۱۱۳۹ اردو مطبوعہ لاہور پاکستان)

خیا الامت حضرت پیر کرم شاد الازہری بھیروی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ
 ”ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے۔“

(تفسیر فیما القرآن، جلد پنجم، ص ۶۸۴)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

قاسم پھر زینب پھر عبداللہ پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِمْ وَآلِہِمْ وَسَلَّمَ پہلے قاسم کا انتقال ہوا پھر عبداللہ (جن کا لقب طیب و طاہر

ہے) کا رخ مفارقت دے گئے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ہفتم ص ۶۸۸)

صاحب تفسیر کمالین لکھتے ہیں کہ

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے قاسم تھے۔ ان سے چھوٹی حضرت زینب تھیں ان سے چھوٹے حضرت عبداللہ تھے ان سے چھوٹی ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ تھیں۔ پہلے حضرت قاسم کا پھر حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا اس پر عاصی بولا:

إِنَّ مُحَمَّدًا أَبَتُ لَا ابْنَ لَهُ يَقُومُ مَقَامَهُ بَعْدَهُ فَإِذَا مَاتَ الْقَطْمُ ذِكْرُهُ وَاسْتَرْخَتْ مِنْهُ (معاذ اللہ)

بے شک محمد ابتر ہیں ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کے قائم مقام ہو ان کے بعد پس جب یہ فوت ہو جائیں گے تو ان کا ذکر (معاذ اللہ) منقطع ہو جائے گا تو تم اس سے سکون حاصل کرنا اور خوش ہو جانا۔

یہ موقع دشمن کے خوش ہونے کا نہیں تھا مگر خوش ہو رہے ہیں کون؟ آپ کے چچا ابو جہل و ابولہب اور برادری کے عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کچھ ٹھکانہ ہے اس کمینہ پن اور دنایت کا ان حوصلہ شکن اور دل گداز حالات میں سورۃ کوثر نازل ہوئی جس میں آپ کو بڑی تسلی دی گئی اور آپ کے طبیعی ملال و تکدر کو دور فرمایا گیا۔“

(تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین جلد ۷ ص ۳۸۸ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

الغرض سورۃ کوثر کی شان نزول میں اکثر مفسرین نے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار شہزادیوں تحریر کی ہیں جن میں سے شیعہ کتب کے حوالیات اپنے مقام پر بیان ہوں گے۔

شاہ مقوقس کا ہدیہ ”حضرت ماریہ قبطیہ“ حضور کیلئے:

حافظ ابن کثیر دمشقی رقمطراز ہیں کہ

وَقَدْ وُلِدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ وَهُوَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ وَبِهِ كَانَ يُكْنَى ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الطَّيِّبُ وَيُقَالُ لَهُ الطَّاهِرُ وَلِدَ بَعْدَ النَّبَوَةِ وَمَاتَ صَغِيرًا ثُمَّ ابْنَتُهُ أُمُّ كُلثُومٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ رُقِيَّةٌ هَكَذَا الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ مَاتَ الْقَاسِمُ بِسَكَّةٍ وَهُوَ أَوَّلُ مَيِّتٍ مِنْ وَلَدِهِ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ وُلِدَتْ لَهُ مَارِيَةُ الْقُبْطِيَّةُ الَّتِي أَهْدَاهَا الْبُقُوعُصُ صَاحِبُ أَسْكَندَرِيَّةٍ وَأَهْدَى مَعَهَا أُخْتَهَا شَيْبَرِينَ وَحَصِيَا يُقَالُ لَهُ مَا يُؤَدُّ فَوَهَبَ شَيْبَرِينَ لِحَسَّانِ ابْنِ ثَابِتٍ فَوُلِدَتْ لَهُ ابْنَتُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَقَدْ انْقَرَضَ نَسْلُ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ۔

(الہدایہ النہایہ جلد ۵ ص ۲۰۷)

اور ان (حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قاسم پیدا ہوئے اور یہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہیں سے آپ کنیت کرتے تھے پھر زینب پھر عبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں فوت ہو گئے پھر آپ کی بیٹی ام کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ پیدا ہوئیں پھر قاسم مکہ میں فوت ہو گئے اور یہ آپ کے پہلے فوت ہونے والے بیٹے تھے پھر عبداللہ فوت ہوئے پھر ماریہ قبطیہ کے بطن سے جسے مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپ کو ہدیہ دیا تھا ابراہیم پیدا ہوئے اور ماریہ

کے ساتھ ان کی بہن شیریں اور خسی مایور کو بھی ہدیہ دیا تھا۔ آپ نے شیریں حضرت حسان کو بخش دی جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا اور حسان ابن ثابت کی نسل ختم ہوئی۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد ہفتم، ص ۲۸ مطبوعہ کراچی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زینب اور ان کی بیٹی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما):

فَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لِي عِيْرٌ وَاحِدٌ كَانَتْ زَيْنَبُ اكْبَرُ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ اصْغَرُهُنَّ وَاحْبَتَهُنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَ زَيْنَبُ أَبُو الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَوَلَدَتْ مِنْهُ عَلِيًّا وَأَمَامَةً وَهِيَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُهَا فِي الصَّلَاةِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَلَعَلَّ ذَلِكَ كَانَ بَعْدَ مَوْتِ أُمِّهَا سَنَةً ثَلَاثِينَ مِنَ الْهَجْرَةِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيُّ وَقَتَادَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ حَزْمٍ وَغَيْرُهُمْ وَكَانَتْ طِفْلَةً صَغِيرَةً قَالَتْهُ أَعْلَمُ وَقَدْ تَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِ فَاطِمَةَ وَكَانَتْ وَقَاتُ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فِي سَنَةِ ثَلَاثِينَ -

(الہدایہ النہایہ، جلد ہفتم، ص ۲۰۸)

عبدالرزاق بحوالہ ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں اور حضرت فاطمہ سب سے چھوٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب تھیں اور حضرت زینب سے ابو العاص بن الربیع نے نکاح کیا جس سے علی اور امامہ پیدا ہوئے اور انہیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اٹھایا کرتے تھے اور جب سجدہ فرماتے تھے تو پیچھے بٹھا دیا کرتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھالیا کرتے تھے اور شاید یہ ان کی والدہ کی وفات کی وجہ سے تھا جو ۸ھ ہجری کو فوت ہوئی تھیں جیسا کہ واقدی قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے گویا وہ چھوٹی بیٹی تھیں واللہ اعلم اور حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے ان سے نکاح کر لیا تھا اور حضرت زینب کی وفات ۸ھ ہجری میں ہوئی۔ (تاریخ ابن کثیر، ص ۲۸ مطبوعہ کراچی)

نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت نکاح اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک:

ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسٍ وَ عَشْرَيْنِ سَنَةً وَخَدِيْجَةُ ابْنَةُ اَرْبَعِينَ سَنَةً فَوَلَدَتْ لَهُ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ الْمُنْطَهَرُ ثَمَانًا قَبْلَ النَّبُوَّةِ وَوُلِدَتْ لَهُ مِنْ الْبَسَاءِ زَيْنَبُ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَتْ اكْبَرُ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رُقِيَّةٌ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بَعْدَ النَّبُوَّةِ ثُمَّ وُلِدَتْ أُمُّ كُلثُومَ فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ رُقِيَّةٍ ثُمَّ وُلِدَتْ فَاطِمَةُ فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ تَوَفَّى خَدِيْجَةُ لِعَشْرِ خَلْوَنٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي السَّنَةِ الْعَاشِرَةِ مِنَ النَّبُوَّةِ قَبْلَ الْهَجْرَةِ بِثَلَاثِ

بَيْنَيْنَ وَهِيَ بِنْتُ حَبَسٍ وَبَيَّتَيْنِ سَدَّةً۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۲۱۷)
 پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 نکاح فرمایا آپ کی عمر مبارک اس وقت پچیس برس کی تھی اور حضرت
 خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی، نبی کریم علیہ التحیۃ
 والتسلیم کی اولاد حضرت خدیجہ سے قائم اور طاہر نبوت کے اظہار سے
 پہلے ہی فوت ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد
 حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جوڑ کیاں پیدا ہوئیں سیدہ زینب
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سب سے بڑی تھیں ان سے ابوالعاص بن ربیع نے
 نکاح کیا پھر رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا
 پھر اس نے قبل دخول طلاق دے دی پھر ان سے حضرت عثمان بن عفان
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نبوت نکاح فرمایا پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں تو رقیہ
 کے بعد حضرت عثمان نے ان سے نکاح کیا پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے نکاح کیا اور دس رمضان المبارک نبوت کے ایام ہجری میں تین
 برس ہجرت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اس
 وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیسٹھ برس کی تھی۔

فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْجِعُهُ مِنَ
 الشَّامِ وَهُوَ ابْنُ خَنَسٍ وَ عِشْرَتَيْنِ سَنَةً فَوَلَدَتْ الْقَاسِمَ وَ
 عَبْدَ اللَّهِ وَهُوَ الظَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ سَمَى بِذَلِكَ لِأَنَّهُ وَكَدَّ فِي الْإِسْلَامِ
 وَزَيْنَبَ وَرُقِيَّةَ وَأُمَّ كَلْثُومَ وَفَاطِمَةَ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۱۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام سے واپسی پر حضرت
 سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت آپ کی عمر
 مبارک پچیس برس کی تھی تو حضرت خدیجہ کے ہاں قاسم و عبد اللہ پیدا
 ہوئے اور وہ طیب و طاہر ہیں ان کے یہ نام اس لیے رکھے گئے کہ وہ زمانہ
 اسلام میں پیدا ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں
 حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔
 (رضوان اللہ علیہن وعلیہم)

حضرت قاسم کی ولادت:

رَوَى ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَكْبَرُ أَوْلَادِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ وَكَانَتْ
 وَكَادَتْهُ قَبْلَ النَّبُوَّةِ وَبِهِ كَانَ يُكْنَى ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ
 أُمُّ كَلْثُومٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ رُقِيَّةُ۔ (تاریخ ابن عساکر، جلد ۱، ص ۲۴۲)

ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کی
 ولادت اظہار نبوت سے پہلے ہوئی اور انہیں کی وجہ سے نبی کریم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابوالقاسم تھی پھر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا پھر حضرت عبد اللہ پھر ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت فاطمہ
 الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضور علیہ السلام کی اولاد و امجاد کی تفصیل:

وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ مَاتَ وَلَهُ الْقَائِمُ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بِسَكَّةَ
ثُمَّ وَلَدَتْ لَهُ هَارِيَّةٌ بِالْمَدِينَةِ إِبْرَاهِيمَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ
ثَنَانٍ مِنَ الْهَجْرَةِ فَمَاتَتْ ابْنُ ثَنَانٍ عَشْرَ شَهْرًا قَالَ هَاشِمُ
ابْنُ الْكَغْنِي قَدْ تَزَوَّجَ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَبُو الْعَاصِ ابْنُ رَيْحٍ بِنَ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ شَمْسٍ بِنِ عَبْدِ
مَنْفٍ فَوَلَدَتْ لَهُ عَيْيَا وَآمَامَةً وَتُوْقِيَتْ سَنَةَ ثَنَانٍ مِنَ
الْهَجْرَةِ وَأَمَّا رُقِيَّةُ فَقَدْ تَزَوَّجَهَا عَتَبَةُ ابْنُ أَبِي لَهَبٍ وَتَزَوَّجَ
أُمَّ كُلْثُومَ عَتَبِيَّةُ بِنُ أَبِي لَهَبٍ فَلَمْ يَبْتَنِيَا بَعْدَ ذَلِكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَبَتْ
يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَ قَالَ لَهَا أَبُو هُنَا رَأْسِي مِنْ رَأْسِكُنَا حَرَامٌ
إِنْ لَمْ تَطْلُقَا ابْنَتَيْهِ فَقَارَ قَاهُنَا وَلَمْ يَكُونَا دَخَلَا بَعْدَ ذَلِكَ
عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ رُقِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ الْذِي تُكْنَى بِهِ
وَبَلَغَ سِتَّةَ شَهْرَيْنِ فَفَقَرَهُ وَبَكَ عَلَى عَتَبِيَّةَ فَمَاتَ وَتُوْقِيَتْ رُقِيَّةُ وَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُرُ فَقَدِمَ زَيْنَبُ ابْنُ حَارِثَةَ
السَّيْدِيَّةُ بِشِيرًا بِنَا فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ يَبْدُرُ فَجَاءَ جَمِيعُ سَوِيِّ
الْثَرَابِ عَلَى رُقِيَّةَ وَكَانَتْ صَبِيحَةَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَسْعَى عَشْرَةَ
لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهَجْرَةِ
ثُمَّ تَزَوَّجَ عُثْمَانُ أُمَّ كُلْثُومَ فَمَاتَتْ عِنْدَهُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ
يَسْعَى مِنَ الْهَجْرَةِ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْءٌ أَفَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ عِنْدِي ثَابِتَةٌ لَزَوَّجْتُهَا عُثْمَانَ وَ
تَزَوَّجَ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَاطِمَةُ لثَلَاثَ بَقِيْنَ مِنْ شَهْرِ صَفَرٍ
مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهَجْرَةِ فَوَلَدَتْ لَهُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ
وَ أُمَّ كُلْثُومَ وَزَيْنَبَ وَتُوْقِيَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِسَنَةِ أَشْهُرٍ.

(شرح ابن مساکر جلد ۱ ص ۲۴۲)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک سے پہلا جو فوت ہوئے وہ
حضرت قاسم تھے پھر حضرت عبد اللہ کا وصال مکہ میں ہوا پھر حضور علیہ
الصلوة والسلام کے ہاں ماریہ سے حضرت ابراہیم مدینہ طیبہ میں ذی الحجہ
۸ ہجری میں پیدا ہوئے تو وہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے ہشام بن
کلبی نے کہا تحقیق حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے نکاح ابوالعاص بن ریح بن عبد العزی بن شمس بن عبد مناف نے
کیا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابوالعاص کے ہاں علی اور
امامہ پیدا ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۸ ہجری میں
انتقال ہو گیا اور حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان
سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا اور حضرت أم کلثوم بنت رسول اللہ علیہ
السلام سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا ابھی (رخصتی نہیں ہوئی تھی)
کہ نبی کریم علیہ السلام نے اظہار نبوت فرمایا تو جب اللہ تعالیٰ نے تبت
یہاں ابی لہب نازل فرمائی تو ان دونوں کو ان کے باپ ابولہب نے کہا
کہ میری سرداری کی سجاوگی تمہارے لیے حرام ہوگی اگر تم نے محمد (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دونوں صاحبزادیوں (حضرت) رقیہ اور (حضرت) ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو طلاق نہ دی تو ان دونوں نے ان دونوں شہزادیوں کو قبل از آباد کرنے کے ہی چھوڑ دیا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اور انہیں کے نام سے آپ کی کنیت (ابوعبداللہ) تھی چھ برس کی عمر کو پیچھے تو مرغ نے ان کی آنکھ پر چونچ ماری تو حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہو گیا۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم غزوہ بدر میں تشریف لے گئے تھے کہ حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

پھر حضرت زید بن حارثہ غزوہ بدر کی کامیابی کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ آئے تو حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک و منور پر مٹی ڈالی جارہی تھی اور بدر کا واقعہ جمعہ کی صبح سترہویں رمضان المبارک ۲ ہجری میں ہوا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کو بھی لکھا ہے کہ وہ سات سال کے تھے اور مرغ کی فحش گئی تھی اس کی وفات ہوئی اور بعض نے اس روایت کو بھی لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ہجرت حبشہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش اگر ہجرت حبشہ کے پہلے سال مئی جانے تو ہجرت مدینہ کے وقت ان کی عمر مبارک کم و بیش آٹھ لو سال بنتی ہے اور اگر آپ کی ولادت کو قیام حبشہ کا آخری سال قرار دیا جائے تو ہجرت مدینہ کے وقت آپ کی عمر چار پانچ سال ماننا پڑے گی اس صورت میں بھی آپ نبی کریم علیہ السلام کی رحلت کے وقت ۱۶ سال کے کڑی جوان تھے۔ اس ایک ہی تجویز سے یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ کو وہ پانچ سال کی عمر میں آنکھ میں مرغ نے فحش گئی اور آپ فوت ہو گئے۔ یہ غلط ہے بلکہ آپ کی شادی ہوئی اور آپ صاحب اولاد ہوئے جن سے حضرت عثمان کی نسل پاک اب بھی موجود ہے۔

علیہ وآلہ وسلم سے نکاح فرمایا تو وہ بھی حضرت عثمان کے گھر شعبان ۹ ہجری میں فوت ہو گئیں اور ان سے کوئی بچہ نہ پیدا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”اگر میرے پاس تیسری لڑکی کنواری ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان ہی سے کر دیتا۔“

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ستائیس صفر ۲ ہجری کو نکاح فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد امجاد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کے بطن اقدس) سے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت ام کلثوم بنت علی اور حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پیدا ہوئیں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وصال سے چھ ماہ بعد رحلت فرما گئیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد چھ نفوس قدسیہ ہیں:

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

إِعْلَمَنَّ أَنَّ جُبْلَةً مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ سِتَّةٌ الْقَائِمَةُ أَوْلَهُمْ
وَالْبَرَاهِمُ آخِرُهُمْ وَأَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ أَكْبَرُهُنَّ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ
كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ أَصْغَرُهُنَّ عَلَى الْأَصَحِّ (زرقانی، جلد ۳، ص ۱۹۲)

”جان لے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک جن پر سب کا اتفاق ہے وہ چھ ہیں ان میں سے سب سے پہلے حضرت قاسم ہیں اور سب سے آخر حضرت ابراہیم ہیں اور سرکار کی چار بیٹیاں ہیں سب سے

بڑی حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ۔

ہو مبارک تجھ کو زواہدین جزا نور کا
نور کی سرکار سے پالا دوشالہ نور کا

بڑی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور رقیہ اور ام کلثوم اور سب سے چھوٹی حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)“

امام زہری کی روایت:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَوَّلُ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ بِنِ اسْمَاءِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ تَزَوَّجَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْكَعْبَةُ ابْنَاهَا أَبُوهَا خُوَيْلِدٌ فَلَوْلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ وَبِهِ يَكْنَى وَالطَّاهِرُ وَزَيْنَبُ وَرَقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُم. (تذکرہ شریف، جلد ۷، ص ۷۰)

زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

”پہلی عورت جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت سے قبل ان سے نکاح فرمایا اور حضرت خدیجہ کا نکاح ان کے والد خویلد نے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہے دوسرے صاحبزادے آپ کے ظاہر ہیں اور چار صاحبزادیاں ہیں، حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ رقیہ، حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔“

سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت و وصال:

زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ أَكْبَرُ بَنَاتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَاجُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ سُلَيْمَانَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ "وَلَدَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَنَةِ ثَلَاثِينَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَمَاتَتْ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ مِنَ الْهَجْرَةِ." (الاستيعاب، جلد ۷، ص ۷۲)

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی تھیں محمد بن اسحاق السراج نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن محمد بن سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

”حضرت زینب بنت رسول اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک تیس برس تھی اور ۸ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔“

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کی محبت:

قَالَ أَبُو عَمَرَ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوجِبًا فِيهَا اسْتَلَمَتْ وَهَاجَرَتْ جِئْنَ إِلَى زَوْجِهَا أَبُو الْعَاصِ ابْنِ الزَّيْبِعِ أَنْ يُسَلِّمَ وَلَدَتْ مِنْ أَبِي الْعَاصِ غُلَامًا يَقَالُ لَهُ عَلِيٌّ وَجَارِيَّةً اسْمُهَا أَصَامَةُ." (الاستيعاب، جلد ۷، ص ۷۲)

ابو عمر نے کہا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بہت محبت فرماتے“ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان ہو گئیں جبکہ

ان کے شوہر ابو العاص نے اسلام (قبول کرنے) سے انکار کر دیا۔ تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے ساتھ ہجرت کی ابو العاص سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کو علی کہا جاتا ہے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اس کا اسم گرامی امامہ تھا۔

فضائل سیدہ زینب بزبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ابو العاص اپنے شوہر سے واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر تشریف لائیں تو وہ سفر بہت تکلیف دہ تھا اور دشوار گزار جس سے آپ بہت نڈھال ہو گئیں اور زیادہ غلیل بھی تو ان تکالیف کے پیش نظر سرکار فرمایا کرتے:

هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أَصَبَتْ فِيَّ -

(مسند رک لمعالم جلد ۳ ص ۳۴۲، رد المحتار جلد ۱ ص ۹۹، رد المحتار جلد ۳ ص ۱۰۵)

”یہ (زینب) میری سب بیٹیوں سے افضل ہے میرے لیے اس کو بہت مصائب دیئے گئے۔“

سیدہ امامہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط رسول اور صاحبزادی سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے محبوب نواسہ اور نواسی تھے حضرت علی بن ابو العاص نواسہ رسول کو ان کے والد ابو العاص نے رضاعت کے لیے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منورہ منگوایا اور ان کی تربیت اپنی گود مبارک میں فرمائی فتح مکہ کے بعد یہی پروردہ آغوش نبوت حضرت علی بن ابو العاص سبط رسول

اپنے نانا جان کی سواری مبارک پر آپ کے ردیف تھے۔

(آل رسول ص ۱۵۱، ۱۵۰ حضرت حضرت)

حضرت امامہ بنت ابو العاص رسول اللہ کی پیاری نواسی آپ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نور نظر تھیں جن سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے پناہ محبت تھی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات امین کریمین طہیین طاہرین امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے دوش مبارک پر سوار کرتے تھے اسی محبت سے حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی اپنے مبارک کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔ (آل رسول ص ۱۵۱)

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے اور اس دوران اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو العاص کی صاحبزادی کو اٹھائے ہوئے ہوتے۔

فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا - (بخاری شریف، جلد ۱ ص ۷۷)

جب آپ سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہونے لگتے تو انہیں (بھی) اٹھا لیتے۔

صاحب نور الابصار حضرت علامہ مومن ^{رحمۃ اللہ علیہ} علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَمَارَهَا -

(نور الابصار ص ۳۳ و مشہور مصر)

باقی کچھ تفصیلی حالات ہم خاص سیدہ زینب کے ذکر مبارک میں تحریر کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل اولاد امجاد:

امام یوسف بن اسماعیل بھائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی چار صاحبزادیاں تھیں، ۱۔ حضرت زینب، ۲۔ حضرت رقیہ، ۳۔ حضرت ام کلثوم اور ۴۔ حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور آپ کے صاحبزادوں کی تعداد تین تھی، ۱۔ سیدنا قاسم، ۲۔ سیدنا ابراہیم، ۳۔ سیدنا عبد اللہ بعض لوگوں نے اس تعداد پر طیب مطیب طاہر اور مطہر کا اضافہ بھی کیا ہے۔ حضرت قاسم سب سے پہلے صاحبزادے ہیں جو بعثت سے پہلے پیدا ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت انہی کے نام سے تھی وہ چلنے تک زندہ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دو سال تک زندہ رہے۔

(ابو محمد یہ تالیف، علامہ امام ابو یوسف بن اسماعیل بھائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۱۹۲، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روز لاہور)

ان میں سے جن میں علماء کا اختلاف ہے:

حضرت امام قسطلانی شافعی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں کہ

”تم جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ اولاد جن پر علماء کا اتفاق ہے ان میں سے چھ ہیں، ان سب سے پہلے حضرت قاسم ہیں اور آخر حضرت ابراہیم اور آپ کی صاحبزادیاں چار ہیں جن میں بڑی زینب ہیں اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ ان سے اصغر ہیں یہ صحیح قول ہے اور چاروں صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور آپ کے ساتھ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے اور ان

اولاد کے سوا میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابن اسحاق کے نزدیک طاہر اور طیب بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔“

(سیرت محمدیہ اردو ترجمہ، مواب الدینی، جلد دوم، ص ۲۳۰-۲۳۱، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

سیدہ زینب بنت رسول کا انتقال حیات مبارکہ طاہرہ نبی کریم میں ہوا: وتوفیت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سنة ثمان من الهجرة۔ (الاستیعاب، جلد دوم، ص ۷۳۲)

اور زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی حیات مبارکہ میں ۸ ہجری میں ہوا۔ سیدہ زینب کی مختصر سوانح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں ان کی منقبت میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں اپنی بیٹیوں میں سے ”الفضل بِنَاتِی“ تمام بیٹیوں سے افضل قرار دیا جو کہ مصائب ہجرت کی وجہ سے تھا اور یہ ایک جزوی فضیلت سے ان کے شوہر اور ان کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص سے سرکار کو انتہائی محبت تھی ان کے مناقب بھی سرکار نے بیان فرمائے ان کو بھی اپنی زوجہ اور سرسبز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ مودت والفت تھی کہ وہ مکہ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لا حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا تمام شہزادیوں کا انتقال نبی کریم علیہ السلام کے صحن حیات طاہری میں ہی ہو گیا تھا۔ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجہ عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا انتقال بموقع جنگ پدرا اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت رسول زوجہ عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا حضرت رقیہ کے بعد اور حضرت زینب بنت رسول کا ۸ ہجری میں مگر سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا وصال نبی اکرم علیہ السلام کے وصال سے چھ ماہ بعد ہوا۔

بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہو گئے۔ ان دونوں کی اولاد امجاد سے سرکار علیہ السلام نے اتنی محبت فرمائی کہ فتح مکہ کے موقع پر انہیں کے تحت جگر حضرت علی بن ابی العاص کو اپنے پیچھے سواری پر سوار کیا ہوا تھا اور انہیں کی نور نظر حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں جب کہ سرکار نماز ادا فرماتے تو یہ کندھوں پر سوار ہو جاتیں اور جب حضور علیہ السلام رکوع فرماتے لگتے تو یہ خود بخود اتر جاتیں۔ کتب احادیث و بیہر میں یہ واقعات کثرت سے وارد ہیں۔ حضرت شیخ محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس سلسلہ میں معترضین کے ایک اعتراض کو نقل فرما کر اس کا نفیس جواب مرحمت فرماتے ہیں کہ

”شمار صحت حدیث اس جگہ (کہ حضور نماز میں امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھاتے اور رکوع میں جاتے وقت اتار دیتے) کلام کرتے ہیں کہ یہ اٹھانا اور زمین پر اتارنا فعل کثیر تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کیسے جائز رکھا؟ جواب میں فرماتے ہیں کہ امامہ خود آ کر بیٹھتیں اور خود ہی اتر جاتیں اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل و اختیار نہ تھا۔“

(مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۸۴، اردو)

حضرت امامہ بنت زینب سے حضرت علی کا نکاح:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے بعد سیدہ فاطمہ کی وصیت کے بموجب (انہیں) امامہ سے نکاح کیا اور ان سے حضرت علی مرتضیٰ کے فرزند ”محمد الاوسط“ پیدا ہوئے۔ (مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۸۴، اردو)

سیدہ زینب (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری میں ۸ ہجری میں واقع

ہوئی۔ (ایضاً)

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد:

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں:

”واضح رہنا چاہئے کہ جن اولاد کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پر تمام کا اتفاق بیان کیا گیا ہے وہ چھ (۶) رسول زادے ہیں دو فرزند ہیں، حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں ہیں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے سوا میں اختلاف ہے اور بعض علماء طیب و طاہر کو بھی شمار کرتے ہیں لہذا کل آٹھ رسول زادے ہوئے چار فرزند اور چار صاحبزادیاں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت قاسم و ابراہیم کے سوا ایک فرزند عبد اللہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں صغریٰ کے عالم میں جہان سے رخصت ہو گئے اور طیب و طاہران کا لقب ہے۔ (مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۷۷-۷۸)

حضرت ملا معین کا شفی لکھتے ہیں:

صاحب معارج النبوت حضرت ملا معین کا شفی علیہ الرحمۃ حضرت ام المومنین سیدہ طیبہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سوا ابراہیم کے ان سے پیدا ہوئی۔ پہلا قاسم اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ دوسری زینب، تیسری رقیہ، چوتھی فاطمہ اور پانچویں ام کلثوم اور ایک قول کے مطابق فاطمہ سب چھوٹی تھیں اور یہ تمام نبوت

سے پہلے پیدا ہوئے۔ چھٹا عبد اللہ اور صحیح قول کے مطابق طیب اور طاہر اسی کے لقب ہیں۔ درج الذر میں اسی طرح ہے اور ایک دوسرے قول کے مطابق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت خدیجہ سے تین لڑکے شمار کئے ہیں، قاسم، طیب و طاہر اور مشہور قول کے مطابق چار لڑکے تھے یہ تینوں اور عبد اللہ لیکن اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام بچپن کے زمانہ میں فوت ہو گئے لڑکیاں جو ان ہوئیں اور ان کی شادیاں ہوئیں ان سے اولاد پیدا ہوئی ان کی تفصیل اپنی اپنی جگہ پر آئے گی۔“

(معارج النبوت، جلد دوم، ص ۳۲۵ اردو)

علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری:

رأس المفسرین سند المحدثین سید المستکملین استاذی المکرمی حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح بخاری نے اپنی کتاب ”حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ میں ”بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کا باب باندھ کر سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی چاروں شہزادیوں کی مختصر سوانح ارقام فرمائی ہیں ملاحظہ ہو کتاب حبیب اعظم، ص ۱۰۲ تا ۹۸۔

علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم:

مولانا غلام رسول سعیدی مسلم شریف کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ وہ حضور کے ساتھ چوبیس سال رہیں وحی نازل ہونے سے پہلے حضور کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا

ہوئی۔ حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر تینوں صاحبزادے ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی۔ آپ کی صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر اسلام میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا حضرت خدیجہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ایک صاحبزادے قاسم تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت عبد اللہ تھے انہیں کا لقب طیب و طاہر تھا۔“

(شرح مسلم سعیدی، جلد سادس، ص ۱۰۰۰ مطبوعہ فرید بک شال اردو ہاؤس لاہور)

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی فرماتے ہیں:

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیروی اپنی مشہور زمانہ کتاب ”ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ میں بڑی تفصیل سے حضرت ام المؤمنین سیدہ خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا نکاح سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحریر کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں کہ

”یہ عقد زواج بڑا بابرکت ثابت ہوا حضرت خدیجہ طاہرہ کے بطن طاہر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے قاسم جن کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم ہوئی اور عبد اللہ جو طیب اور طاہر کے لقب سے ملقب تھے تولد ہوئے دونوں صاحبزادے بچپن میں انتقال فرما گئے تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے شکم سے پیدا ہوئے وہ بھی عالم شیر خوارگی میں وفات پا گئے۔“

حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چاروں صاحبزادیاں سیدات رقیہ، زینب، ام کلثوم اور سیدۃ نساء العالمین فاطمہ البتول الزہراء رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کی ولادت باسعادت بھی آپ (حضرت خدیجہ) کے شکم سے ہوئی ان سب نے عہد نبوت پایا سب مشرف باسلام ہوئیں۔

(فیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد دوم ص ۱۳۱)

”ابتداء میں مشرکین سے مومن عورتوں کے نکاح کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضور کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتبہ کے عقد میں تھیں جب یہ سورت (تبت ید الی لب) نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً ان کی لڑکیوں کو طلاق دے دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میرا تمہارا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ابھی ان دو صاحبزادیوں کی رخصتی نہیں ہوئی تھی چنانچہ ظالم باپ کے بے رحم بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب بزرگ کو دکھ اور رنج پہنچانے کے لیے ان کو طلاق دے دی۔“

(فیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد دوم ص ۲۰۶)

حضرت عثمان اور انکی زوجہ محترمہ رقیہ:

”ہجرت حبشہ کرنے والوں کا یہ قافلہ بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل تھا ان کے قافلہ سالار حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ جو رحمۃ للعالمین کی لخت جگر تھیں صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہا وبارک وسلم آپ کے ساتھ تھیں سرکارِ دو عالم نے اسی جوڑے کے بارے میں فرمایا: ”اِنَّهُمَا اَوَّلُ نَبِیِّ هَاجَرٍ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعْدَ اِبْرٰہِیْمَ وَلَوْ طَعْنَتْهُمَا السَّلَامُ“ یعنی ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ

میں ہجرت کی۔“ (فیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد دوم ص ۲۲۳)

”دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان مع اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بھی تھے انہیں بہت افسوس تھا کہ وہ دوسری مرتبہ بھی ہجرت کر کے جا رہے ہیں لیکن انہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل نہیں۔ آپ نے اذراؤ تا سَف اس امر کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا ”یَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَیْجُرُنَا الْاَوْ لٰی وَ هٰذِهِ الْاِخْرَءُ اِلٰی النَّجَاشِیِّ وَ لَسْتُ مَعًا“ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہماری پہلی اور یہ دوسری ہجرت نجاشی کی طرف ہے اور حضور ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

”فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ مُہَاجِرُونَ اِلٰی اللّٰهِ وَ اِلٰی لَكُمْ هَاتَانِ هِجْرَتَانِ جَمِیْعًا“ حضور نے فرمایا (افسوس مت کرو) تمہاری یہ دونوں ہجرتیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور میری طرف ہیں یہ سن کر حضرت عثمان نے عرض کی ”فَحَسْبُنَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ“ اگر ایسا ہے تو پھر ہم راضی ہیں ہمیں اتنا ہی کافی ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۰۷ بحوالہ فیاء النبی جلد دوم ص ۳۵۸، ۳۵۹)

حضور علیہ السلام کا اپنی شہزادیوں کو مدینہ میں بلانا:

”مدینہ طیبہ میں چند روز قیام پذیر رہنے کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو مکہ سے لانے کے لیے حضرت زید بن حارث اور حضرت ابو رافع کو مکہ بھیجا۔ حضور نے انہیں دو اونٹ سواری کے لیے اور پانچ سو درہم بطور زاد سفر عطا فرمائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد اللہ بن اریقظ کو جو سفر ہجرت میں قافلہ کا دلیل راہ تھا، دو اونٹ دے کر حضرت زید اور ابو رافع کی معیت میں بھیجا کہ آپ کے صاحبزادے عبد اللہ کو پیغام دیں کہ وہ اپنی والدہ اور اپنی ہمشیرگان کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ پہنچ جائے چنانچہ حضرت زید اور ابو رافع سیدۃ فاطمہ الزہراء اور سیدہ ام کلثوم حضور پر نور کی دونوں صاحبزادیاں ام المؤمنین حضرت سودہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی امام بن جو حضرت زید کی زوجہ تھیں اور ان کے بیٹے اسامہ کو لے کر بکیریت واپس پہنچ گئے ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر اپنی والدہ ماجدہ ام رومان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اور آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت عائشہ، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین کو لے کر پہنچ گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان کی زوجہ محترمہ تھیں وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے ہی حبشہ چلی گئی تھیں، حضور کی چوتھی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو عمر میں سب بہنوں سے بڑی تھیں جن کی شادی ابوالعاص بن رقیع جو ان کا خالہ زاد تھا کے ساتھ ہوئی تھی اس نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا نے آپ کو مدینہ جانے کی اجازت نہ دی اس لیے آپ وہیں رک گئیں۔ غزوہ بدر میں ابوالعاص لشکر کفار کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا اور گرفتار ہوا حضور نے اس کو آزاد کر دیا تب اس نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ آنے کی اجازت دی۔

(المیزان المصنوع، جلد اول ص ۲۶۹، بحوالہ شفاء النبی، جلد سوئم ص ۱۶۱، ۱۶۲)

ملاں باقر مجاہسی شیعہ اور بنات اربعہ:

حضور سرور کائنات علیہ علیہ اطیب التحیات والذی التسلیمات کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادیاں عطا فرمائی تھیں سب سے بڑی صاحبزادی کا اسم مبارک سیدہ زینب ان سے چھوٹی صاحبزادی کا نام نامی سیدہ رقیہ ان سے چھوٹی صاحبزادی کا اسم گرامی سیدہ ام کلثوم تھا اور سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری لخت جگر کا پابرکت نام سیدہ فاطمہ تھا جو سیدۃ النساء العالمین تھیں صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہن وعلیہن السلام ان سب کی مادر مشفق ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں

شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب میں ہے:

”ابن بابویہ بسند معتبر از ان حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است

از برائے حضرت رسول خدا متولد شدند از خدیجہ، قاسم، طاہر نام طاہر

عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ“ (حیات القلوب، جلد دوم ص ۵۵۱)

ابن بابویہ نے سند معتبر سے حضرت امام جعفر صادق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ صاحبزادے قاسم اور طاہر اور طاہر کا نام عبداللہ تھا اور یہ صاحبزادیاں ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ (ذیاء النبی، جلد سوئم ص ۲۲۲)

حضرت عثمان کی شادی و رخصتی حضرت ام کلثوم اور اسکی تاریخ:

رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا گیا تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق حسنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری نور نظر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ بھی آپ کو عنایت فرمایا چنانچہ ماہ جمادی الآخر ۳ ہجری میں یہ شادی خانہ آبادی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور رخصتی تین ماہ بعد جمادی الآخر میں ہوئی۔

(تاریخ النبی، جلد اول ص ۱۶۲، سیرت ابن کثیر جلد سوئم ص ۱۲۰، ازاجہ سیدات بیت نبوت ص ۱۶۸، بحوالہ شفاء النبی، جلد سوئم ص ۵۷۴)

ذکر حضرت زینب بنت رسول اللہ علیہ السلام

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابو العاص سے اور اولاد:
صاحب الاصابہ فرماتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ سَيِّدِ اَدَمَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْقُرَشِيَّةُ اَنْهَا شَبِيهَةٌ وَهِيَ اَكْبَرُ بَنَاتِهِ وَ اَوَّلُ مَنْ تَزَوَّجَ مِنْهُنَّ وَكَانَتْ قَبْلَ الْبُعْثَةِ بِمَرْقَةٍ قِيلَ اَنَّهَا عَشْرَ سِنِينَ وَ تَزَوَّجَهَا ابْنُ خَالَتِهَا أَبُو الْعَاصِ ابْنُ الرَّبِيعِ وَكَانَتْ زَيْنَبُ وَكَانَتْ مِنْ أَبِي الْعَاصِ عَلِيًّا وَ مَاتَ فِي حَيَاتِهِ وَأَمَامَةً عَاشَتْ حَتَّى تَزَوَّجَهَا عَلِيٌّ بَعْدَ فَاطِمَةَ (الاصَابَةُ فِي تَبْيِيحِ الصَّحَابَةِ، جلد ۸، ص ۹۱)

حضرت سیدہ زینب بنت سید ولد آدم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں قریش ہاشمیہ تھیں اور وہ نبی علیہ السلام کی شہزادیوں میں سب سے بڑی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں میں سے سب سے پہلے ان کا نکاح کیا وہ اظہار نبوت سے کچھ مدت پہلے پیدا ہوئیں کہا گیا ہے کہ دس سال پہلے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح ان کے خالہ

کے بیٹے ابو العاص بن ربیع سے فرمایا اور حضرت زینب نے ابو العاص سے علی کو پیدا کیا اور وہ ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا اور (ان کی بیٹی) امامہ زندہ رہی حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد اسی (امامہ بنت زینب) سے نکاح کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت ابو العاص ایمان لے آئے:

امام ابن سعد کہتے ہیں کہ

وَرَجَعَ أَبُو الْعَاصِ إِلَى مَكَّةَ فَأَذَى إِلَى كُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ ثُمَّ أَسْلَمَ وَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا مُهَاجِرًا فِي الْمَحْرَمِ سِتَّةَ سَنَةٍ مِنَ الْهَجْرَةِ فَكَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِذَلِكَ النِّكَاحِ الْأَوَّلِ -

(عقبات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۲)

”ابو العاص مکے لوٹے اور اپنے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کیا پھر مسلمان ہو گئے اور نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں لوٹے ہجرت کی محرم میں ہجرت سے چھ سات سال بعد تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب کو ان کے سپرد کر دیا پہلے ہی نکاح کے ساتھ۔

سیدہ زینب کی ولادت و وفات:

امام حاکم اپنی مستدرک میں لکھتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن سلیمان الہاشمی کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ

وَكَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ

ثَلَاثِينَ مِنْ مَوْلِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَمَاتَتْ
سَنَةً ثَمَانٍ مِائِينَ الْهَجْرَةَ۔ (السعیدک، جلد ۱، ص ۱۰۷)

”حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی
میلاد النبی علیہ السلام سے تیس سال بعد مکہ مکرمہ میں (یعنی کہ اس وقت
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تیس برس تھی) اور ۸ ہجری میں
وفات ہوئی۔“ (أَنَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

سیدہ زینب بنت رسول اللہ کو غسل دینے والے؟

عبید اللہ بن ابی رافع نے اپنے دادا سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ
كَانَتْ أُمُّ آيْمَنَ مِمَّنْ غَسَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُودَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ وَ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۹)

”حضرت ام ایمن، سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ زوجہ مصطفیٰ
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) کو غسل دیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی بیٹی کی قبر میں اترے:

حضرت سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ

تَوَقَّيْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ
بِحِجَابِهَا وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَرَقِينَا كَثِيرًا حَزِينًا فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَهَا خَرَجَ مُلْتَمِعِ النَّوْنِ وَسَلَّكْنَا عَنْ
ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا كَانَتْ امْرَأَةً مُسْقَمَةً لَدَاكَرَتْ شِدَّةَ النَّوْبِ

وَصَبَّةَ الْقَبْرِ فَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُحَقِّقَ عَنْهَا (المسودک، جلد ۲، ص ۲۹)
”حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو
نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم خود ان کے جنازے کے ساتھ تشریف لے
گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے تو ہم نے آپ کو کمزور اور غمناک دیکھا
تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تخت جگر سیدہ زینب کی قبر
شریف میں داخل ہوئے پھر نکلے تو آپ کا رنگ مبارک زرد چمکیا، غماہم
نے آپ سے سوال کیا اس کے متعلق تو آپ نے ارشاد فرمایا: میری بیٹی
ایک کمزور عورت تھی تو اس نے موت کی سختی اور قبر کی تکلیف کا ذکر کیا تو میں
نے دعا کی کہ اے اللہ اس سے تخفیف فرما دے (یعنی موت کی سختی اور قبر
کی تکلیف میں)۔“

خلاصہ ذکر حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

گزشتہ تمام اوراق کا خلاصہ یہ ہوا کہ

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین
سیدہ خدیجہ الکبریٰ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے دس سال قبل از بعثت
مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک میں سے
سب سے بڑی شہزادی ہیں یعنی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شہزادیوں سے
آپ بڑی ہیں اور شہزادوں کے متعلق علماء مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض اہل سیر کے
نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان
سے بڑے تھے اور اپنی ہمشیرگان میں سب سے بڑی ہونے پر علماء کا اتفاق ہے آپ
نہایت نیک سیرت، پاکیزہ اخلاق، سلیقہ شعار، ذی شعور اور عقل و فہم کی دولت سے

بہرہ یاب تھیں۔

آپ کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیع بن ثعلبہ بن عبد مناف بن قصی سے ہوا جو ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن صالحہ بنت خویلد کے لخت جگر تھے اور حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خالہ زادہ تھیں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت شریف النفس اور امانت دار ہونے کے علاوہ صاحب مال و تجارت بھی تھے آپ جب کبھی سفر سے واپس آتے تو فوراً اپنی خالہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آتے۔ حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش تھی کہ حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نکاح اپنے بھانجے ابوالعاص سے کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایک دن اس بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ رشتہ پسند فرمایا۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شادی حضرت ابوالعاص سے ہو گئی اور یہ واقعہ اعلان نبوت سے پہلے کا ہے۔

(آل رسول، ص ۲۲۲، ۲۲۳، حضرت حفصہ)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف صبر (واماوی کا شرف) حاصل ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی لقیط ہے بعض نے مقسم، قاسم اور یا سر بھی لکھا ہے اکثر کے نزدیک قول اول درست ہے اور آپ اپنی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ (آل رسول، ص ۲۲۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو آپ کی لخت جگر سیدہ زینب فوراً آپ پر ایمان لے آئیں اس وقت حضرت ابوالعاص ایک تجارتی سفر کے سلسلہ میں مکہ معظمہ سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر پائی تھی جب واپس گھر پہنچے تو حضرت سیدہ زینب کی زبانی اس خبر کی تصدیق ہو گئی جب سیدہ زینب نے فرمایا کہ میں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ مجھے میں پڑ گئے اور کہا:

”اے زینب! کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہوگا؟“

سیدہ زینب نے جواب دیا کہ ”میں اپنے صادق اور امین باپ کو کس طرح جھٹلا سکتی ہوں؟ خدا کی قسم وہ سچے ہیں اور ان پر میری ماں (حضرت ابوالعاص کی خالہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ) میری بہنیں سیدہ رقیہ، ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا ابوبکر اور تمہاری قوم میں سے حضرت عثمان ابن عفان اور تمہارے ماموں زاد بھائی زبیر بن عوام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی ایمان لا چکے ہیں اور میں تو یہ قیاس بھی نہیں کر سکتی کہ تم میرے باپ کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہ لاؤ گے۔“

ابوالعاص نے کہا: ”مجھے تمہارے والد پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور نہ ہی میں ان کو جھٹلاتا ہوں بلکہ مجھے تو اس سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے طریقے پر چلوں لیکن میں اس بات سے گھبراتا ہوں کہ مجھ پر الزام دھریں گے اور کہیں گے کہ میں نے اپنی بیوی کی خاطر اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔“

اوسر قریش مکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹکیوں، خوبیوں، دیانت و امانت

اور آپ کی سچائی اور راستی کے معترف تھے یک لخت آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو دکھ پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ حضور کی چھوٹی صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عیینہ سے ہو چکے تھے (رخصتی نہ ہوئی تھی) ابولہب نے بیٹوں پر زور دے کر انہیں طلاقیں دلوا دیں۔ حضرت زینب کو طلاق دلوانے کے لیے بھی قریش مکہ نے ایسی چوٹی کا زور لگایا تھی کہ انہوں نے ابوالعاص سے کہا کہ تم دختر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو طلاق دے دو اور قریش سے جوڑ کی تم پسند کرو ہم اسے تمہارے ساتھ بیاہ دیتے ہیں لیکن ابوالعاص نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ”خدا کی قسم! زینب کے عوض کسی بھی عورت کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ ہی میں زینب کو اپنے سے جدا کر سکتا ہوں۔“ (ماخوذ از روایات مصطفیٰ بحوالہ آل رسول ص ۲۳۳، ۲۳۴)

علماء کرام کے مطابق اس وقت تک کافر و مومن میں میاں بیوی کی تفریق کے بارے کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوالعاص کے درمیان تفریق نہ کرائی گئی۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اسلام کو اس وقت تک غلبہ حاصل نہ ہوا تھا اس لیے سیدہ زینب اور ابوالعاص میں تفریق نہ کرائی جاسکی۔ یہ دونوں باتیں اپنی جگہ درست ہوں گی لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیدہ زینب کی طلاق سے زیادہ دلچسپی ابوالعاص کے قبول اسلام میں تھی۔

(آل رسول ص ۲۳۵، حضرت حضرت)

حضرت ابوالعاص اور جنگ بدر:

جنگ بدر میں قریش مکہ حضرت سیدہ زینب کے شوہر حضرت ابوالعاص بن رفیع کو بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ حضرت سیدہ زینب کے لیے یہ بات انتہائی صدمہ کا

باعث تھی کہ ایک طرف اپنے شوہر اور بچوں کا خیال تھا اور دوسری طرف اپنے عظیم و شفیق باپ کا خیال۔ جس سمت سے سوچتیں دل ڈوبنے لگتا۔ آپ انہی سوچوں میں گم تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ بھی عاتکہ بنت عبدالمطلب (جو زبیر بن امیہ مخزومی کی والدہ تھیں) نے آ کر حضرت سیدہ زینب سے پوچھا کہ اے بیٹی! کیا تو نے یہ عجیب خبر سنی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے باوجود قلت صحابہ کے قریش کے عظیم لشکر پر فتح پائی ہے؟ حضرت سیدہ زینب نے یہ خبر سنی تو مارے خوشی کے ان کے مبارک منہ سے نکلا ”وَاللّٰهُ حَقًّا“ لیکن پھر فوراً اپنے بچوں علی اور امامہ سے پٹ گئیں اور روتے ہوئے پوچھا میرے شوہر ابوالعاص کا کیا حال ہے؟ عاتکہ نے جواب دیا کہ وہ گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے سر کریم کی قید میں ہیں۔

(ماخوذ از روایات مصطفیٰ بحوالہ آل رسول ص ۲۳۵)

جنگ بدر کے قیدی جب مدینہ منورہ لائے گئے تو یہ فیصلہ ہوا کہ اسیران جنگ سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ ابوالعاص بھی ان قیدیوں میں شامل تھے اور ان کے پاس فدیہ کی رقم موجود نہ تھی۔ انہوں نے حضرت سیدہ زینب (اپنی زوجہ) کو فدیہ کی رقم بھیجنے کے لیے پیغام بھیجا۔

لا معروف مورخ مولانا ہاشمی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی میں رقمطراز ہیں کہ

”حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی اسیران جنگ میں آئے تھے ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن جزدی حضرت زینب کو (جو ان کی زوجہ تھیں) کو بلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینب کا جب نکاح ہوا تھا تو حضرت خدیجہ نے ہنجر میں ان کو ایک قیمتی ہار دیا تھا حضرت زینب نے زلفیہ کے ساتھ وہ ہار بھی لگے سے اتار کر بھیج دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو ۲۵ برس کا محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا۔ آپ نے اختیار رو پڑے اور صحابہ سے فرمایا کہ تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار ایسی کر دو سب نے حلیم کی گردنیں جھکا دیں اور وہ ہار واپس کر دیا۔ (تاریخ طبری ص ۱۳۸)

(باقی شاید اگلے صفحہ پر)

حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار بطور فدیہ:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلوئے مبارک میں لٹکا رہتا تھا جسے سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عقد کے وقت سیدہ زینب کے جہیز میں دیا تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہار کو ملا حظہ فرمایا تو پرانی یادیں تازہ ہو گئیں اور آپ کی چشمانِ معترہ میں آنسو بھر آئے اور مارے غیرت و حیاء کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سر جھک گئے اور آنکھیں زمین سے لگ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ اگر تم رضامند ہو تو میں اپنی بیٹی کو ماں کی یادگار (یہ ہار) واپس کر دوں اور ابو العاص کو رہا کر دوں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سر تسلیم خم کیا اور ابو العاص کو فدیہ کے بغیر رہا کر دیا گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص سے یہ عہد لیا کہ مکے پہنچ کر تم زینب کو میرے پاس بھیج دو گے۔

(بخاری، السنن، بیہقی، معانی، بحوالہ آل رسول، ص ۲۳۶)

(بقرہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) ابو العاص رہا ہو کر مکہ آئے اور حضرت زینب کو مدینہ پہنچ دیا۔ ابو العاص بہت بڑے تاجر تھے چند سال کے بعد بڑے ساز و سامان سے شام کی تجارت لے کر نطہ واپسی میں مسلمان دستوں نے ان کو مع تمام مال و اسباب کے گرفتار کر لیا اسباب ایک ایک سپاہی پر تقسیم ہو گیا۔ یہ چھپ کر حضرت زینب کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پناہ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ابو العاص کا سامان واپس کر دوں پھر تسلیم کی گردنیں جھک گئیں اور سپاہیوں نے ایک ایک دھماکہ تک لالا کر واپس کر دیا۔ اب یہ واریدانہ تھا کہ جو خالی جاتا ابو العاص کہ آئے اور تمام شرکاء کو حساب سمجھا کر دولتِ اسلام سے فخر ہوئے اور کہہ دیا کہ میں اس لیے یہاں آ کر اور حساب سمجھا کر ہاں ہوں تاکہ یہ نہ کہو کہ ابو العاص ہمارا وہ چہ کھا کر قاضی کے دار سے مسلمان ہو گیا۔

(سیرت النبی از شبلی نعمانی، جلد اول، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ سیدہ زینب کو لے آئیں اور فرمایا کہ مکہ کے اندر نہ جانا بلکہ وادیِ ناجر کے بطن میں ٹھہرنا یہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کے باہر مسجد عائشہ کے سامنے ہے جہاں انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے فرمایا جب وہ سیدہ زینب کو تمہارے حوالے کر دیں تو ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ جانا۔ گھر پہنچ کر حضرت ابو العاص نے حضرت زینب کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہمراہ زید بن حارثہ اور انصاری صحابی کی طرف روانہ کر دیا جو انہیں لینے آئے تھے۔

قریش کے مظالم:

قریش نے جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روائی کی خبر سنی تو ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے سب سے پہلے انہیں ہبار بن اسود اور نافع بن قیس ذی طوی کے مقام پر ملے۔ سیدہ زینب کجاوہ میں سوار تھیں۔ ہبار نے آگے بڑھ کر اونٹ کو اپنے نیزے کے ساتھ ایک زوردار چوکو کا دیا جس سے وہ تڑپ اٹھا اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیچے گر پڑیں اور آپ کو ایسی سخت چوٹ آئی کہ جنینِ شکم میں ساقط ہو گیا۔

(بخاری، السنن، بیہقی، معانی، بحوالہ آل رسول، ص ۲۳۷)

حضرت زید بن حارثہ سیدہ زینب کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبار اور اس کے ساتھیوں کا حال سنا تو غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر تم ان پر قابو پاؤ تو ان کو قتل کرو دینا۔ (آل رسول، ص ۲۳۷)

ہی اَفْضَلُ بَنَاتِیْ فرماں مصطفوی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصائب جھیلنے کی بناء پر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت میں ارشاد فرمایا: "ہی اَفْضَلُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ" یعنی کہ یہ (سیدہ زینب) میری بیٹیوں میں افضل ہے (اس حیثیت سے کہ) اسے میری وجہ سے مصائب پہنچے۔

(رحمۃ اللعالمین، جلد دوم صفحہ ۹۹، تذکرۃ اہل بیت، جلد سوم صفحہ ۱۹۵، روایت لمعاوی و حاکم بحوالہ آل رسول، ص ۲۳۷)

مسک المہنت و جماعت:

قارئین کرام! لوگ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس حدیث مبارکہ سے تو سیدہ زینب کی فضیلت حضرت سیدہ فاطمہؓ اڑھرا پر لازم آتی ہے جو کہ خلاف مسلک اہل سنت ہے کیونکہ حدیث پاک میں سیدہ زینب کو افضل البنات فرمایا گیا ہے اور سیدہ فاطمہ کو سیدہ نساء کا نکاح فرمایا گیا ہے۔ لیکن یہ حدیث مسلک اہل سنت کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

سیدہ فاطمہ سب بنات رسول سے افضل ہیں:

محقق العصر ادیب اہل سنت خطیب ملت نامور مصنف حضرت علامہ پیر سید محمد خضر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اسی بات کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

"خیال رہے کہ یہ فضیلت اس امر کے باعث ہے کہ آپ کو (سیدہ زینب کو) راد حق میں کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مثلاً ایک مدت والد کریم کی مفارقت اور سفر ہجرت میں درپیش مشکلات وغیرہ مگر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی تمام صاحبزادیوں سے برتر و افضل ہیں۔"

(آل رسول از حضرت نغزلت، ص ۲۳۷، ۲۳۸)

ابوالعاص کا قبول اسلام:

ہجرت کے چھ سال حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدر بھی رفعت آشنا ہوا اور ظلمت کدہ اصنام میں بھٹکنے والا یہ پیکر خاکی آفتاب ہدایت بن گیا ہوا یوں کہ یہ (حضرت ابوالعاص) مکہ معظمہ سے بغرض تجارت شام گئے جب یہ قافلہ سرحد شام کے قریب پہنچا تو اس قافلے کا سارا سامان ضبط کر لیا گیا سامان ضبط کرنے والا گروہ ان مسلمانوں پر مشتمل تھا جو عرصہ تک کفار کے مظالم کا شکار رہے اور پھر تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ایک پہاڑی پر مقیم ہو گئے اور قریش مکہ کے تجارتی قفلوں کو پریشان کرنے لگے۔ ان کی قیادت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے۔ انہوں نے سارا سامان تو ضبط کر لیا مگر کسی شخص کو گرفتار نہ کیا۔ ابوالعاص وہاں سے سیدھے مدینہ طیبہ (اپنی زوجہ) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ صبح کی نماز کے وقت جب مسلمان نماز میں داخل ہو چکے تو سیدہ زینب کی آواز مسلمانوں کے کانوں میں پڑی سیدہ نے ان الفاظ میں اعلان فرمایا: "اِنِّیْ قَدْ اَجِذْتُ اَبَا الْعَاصِ اَبْنِ الرَّبِیعِ" یہ ہیں ابوالعاص ابن ربیع کو پناہ دیتی ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ آواز سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے

یہ اس سے پہلے سمجھا تھا کہ مسلمان طلب زر کے لیے مشرکین کے قتلوں پر ڈاکے ڈالنے سے دراصل اس زمانے میں کفار مکہ اسلام کو صلہ تہمت سے نیست و نابود کرنے کے لیے ایڑی پھونکی کا زور دے رہے تھے اور توکل عرب کو مدد طلبی پر حملہ کرنے کے لیے اکسارے تھے۔ لہذا یہ ضروری تھا کہ ان کے کانوں پر صلے کر کے ایک طرف تو ان کا زور توڑا جائے اور دوسری طرف ان کو ہوا کا رخ بتایا جائے۔ (حضرت خضر ملت)

یہ بعض نے لکھا ہے کہ سامان ضبط کرنے والے زید بن حارثہ تھے۔

سج (رحمۃ اللعالمین، بحوالہ آل رسول، ص ۲۳۸)

ہوئے سنی نماز کے بعد سرکار ابد قرار اپنی بیٹی سیدہ زینب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

”ای بنیۃ اکرمی مثنواہ ولا یخلصن الیک فانک لا تحلین لہ“

”اے بیٹی! ابوالعاص کو عزت سے ٹھہراؤ خود اس سے الگ رہو کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔“

سیدہ زینب نے عرض کیا با جان! ابوالعاص میری اولاد علی اور امامہ کا باپ اور میرا خالہ زاد ہے اور یہاں یہ قافلے کا لٹا ہوا مال واپس لینے آیا ہے یہ بات سن کر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور اپنے اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری خواہش ہے کہ لٹا ہوا مال واپس کر دیا جائے۔ وفا شعار غلاموں نے اپنے آقا و مولیٰ کی خواہش کا احترام کیا اور گویا ہوئے۔

ہمارا فرض ہے تکمیل کرنا رائے عالی کی

ہماری زندگی تکمیل ہے ایمائے عالی کی

چنانچہ ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا گیا کہ ضبط شدہ سامان واپس کر دیا جائے۔ ابوالعاص وہ مال لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور سارے کا سارا مال اصل مالکوں میں تقسیم کر دیا پھر کہا کسی کی کوئی چیز رہ گئی ہو تو بتائیے مگر سب کی نگاہیں بغرض سپاس گزاری جھکی ہوئی تھیں اور زبانیں اپنے مخلص دوست کے گن گار ہی تھیں۔ مسلمانوں کے حسن سلوک نے ابوالعاص کا دل موہ لیا تھا چنانچہ آپ نے مال واپس کر دینے کے بعد مکہ شہادت پڑھا اور بہانگ و بل اعلان فرمایا۔

حقیقت کا تمہارے سامنے اظہار کرتا ہوں

میں توحید و رسالت کا بیدل اقرار کرتا ہوں

کوئی جھٹلائے مجھ کو یا کرے میرا یقیں کوئی

محمد ہیں رسول اللہ اس میں شک نہیں کوئی

آپ نے سب کو چھوڑا اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور سیدہ زینب کو نکاح اول پر ہی ابوالعاص کے پاس بھیج دیا۔ بعض نے کہا ہے کہ نکاح دوبارہ کیا گیا۔ (آل رسول ص ۲۳۹-۲۴۰)

سیدہ زینب بنت رسول اور حضرت ابوالعاص کی وفات:

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سلام اللہ علیہا) کا انتقال ۸ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ ذوالحجہ ۱۲ ہجری میں وفات پائی۔ (آل رسول ص ۲۴۰)

عمر بن حزم نے کہا کہ

تَوَقَّيْتُ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي

أَوَّلِ سَنَةِ ثَمَانٍ مِّنَ الْهَجْرَةِ۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۴)

”سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ ہجری کی ابتداء

میں وفات پائی۔

سیدہ زینب بنت رسول کی اولاد و امجاد:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے ایک فرزند جن کا نام علی تھا اور ایک صاحبزادی جن کا نام امامہ تھا پیدا ہوئیں۔

(آل رسول ص ۲۴۰)

نواسہ رسول علی بن ابی العاص:

فتح مکہ کے روز یہی حضرت علی سبط رسول اپنے نانا جان کی ناقہ مبارکہ پر آپ کے روایف تھے اور قریب بلوغت دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(آل رسول ص ۲۵۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی امامہ بنت زینب:

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تو

كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أَمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَكَيْلِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الشَّيْسِ قَوَادًا مَسْجِدًا وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

(بخاری شریف، جلد ۱ ص ۲۳، نور البصائر فی مناقب ائمتہ الخیار ص ۳۳، مدارج النبوت، جلد دوم ص ۸۲، اردو آل رسول ص ۲۵۱)

”حالت نماز ہی میں آپ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو کہ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد الشمس کی صاحبزادی تھیں) اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے جب سجدہ فرماتے اس کو رکھ دیتے جب قیام فرما ہوتے تو پھر ان کو اٹھالیتے۔“

نکاح امامہ برطابق وصیت حضرت فاطمہ:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا بتول علیہا السلام نے جناب مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینب کو اپنے نکاح میں لے لینا چنانچہ حضرت علی نے سیدہ زہرا کی رحلت کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

نکاح فرمایا اور ان سے حضرت علی کے شہزادے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

(مدارج النبوت بحوالہ آل رسول ص ۲۵۲)

نکاح ثانی امامہ برطابق وصیت حضرت علی:

جب حضرت علی مجروح ہوئے تو آپ نے حضرت امامہ کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حارث کے پوتے مغیرہ بن نوفل سے کر لیں۔ وصیت پر عمل کیا گیا۔ امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے نکاح ثانی پڑھا گیا۔ مغیرہ کے ہاں سیدہ امامہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا ان کا نام یحییٰ تھا یہ نسل دینا سے ناپید ہو چکی ہے۔

(رحمۃ اللعالمین، جلد ۲ ص ۹۹، بحوالہ آل رسول ص ۲۵۲)

مناقب امامہ بزبان نبی اکرم علیہ السلام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ جناب امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے ارشاد فرمایا: ”أَحَبُّ إِلَيَّ أَهْلِي“ مجھے اپنے تمام اہل سے محبوب امامہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک بیش قیمت ہار تھے میں آیا آپ نے فرمایا کہ میں یہ ہار اسے پہناؤں گا جو مجھے اپنے اہل خانہ میں سب سے زیادہ عزیز ہے اور پھر امامہ کو بلا کر باران کے گلے میں ڈال دیا۔ (بیات مسطی، ص ۲۵، بحوالہ آل رسول ص ۲۵۲)

نواسہ رسول علی کی وفات:

وَوَلَدَتْ زَيْنَبُ لَكَيْلِي الْعَاصِ عَلِيًّا وَأَمَامَةَ إِمْرَأَةً فَتَوَفَّيَ عَلِيٌّ وَهُوَ صَغِيرٌ وَبَقِيَتْ أَمَامَةُ فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ مَوْتِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(طبقات ابن سعد، جلد ۸ ص ۳۰)

”اور حضرت سیدہ زینب کی اولاد ابوالعاص سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ تھی علی بچپن میں فوت ہو گئے اور امامہ زندہ رہیں تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمایا (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

ذکر

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّهَا خَدِيجَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِنْتُ حُوَيْلِدٍ أَكْبَرُ بَنَاتِهِ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقِيَّةُ.

”سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ان کی سب سے بڑی بیٹی زینب

اور پھر رقیہ ہیں۔ (الاستیعاب، جلد دوم، ص ۷۲)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی رقیہ تھیں یہ بھی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں۔

جعفر بن سلیمان البہاشی نے کہا:

وَوُلِدَتْ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً.

(الاستیعاب، جلد دوم، ص ۷۲)

اور جناب سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئیں تو اس وقت جناب نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک تینتیس (۳۳) سال تھی۔

حضرت عثمان سے نکاح رقیہ:

قَالَ ابْنُ الشَّهَابِ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رُقَيْيَةَ بِنْتَهُ وَهَاجَرَتْ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَوُلِدَتْ لَهُ هُنَاكَ ابْنًا قَسَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ فَكَانَ يَكْنَى بِهِ۔

(الاشعاب، جلد دوم، ص ۲۷۷)

”ابن شہاب زہری نے کہا: حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مکہ معظمہ میں نکاح فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ارض حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی وہاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے ان کا نام عبداللہ رکھا گیا اسی عبداللہ کے ساتھ حضرت عثمان کی کنیت ابو عبداللہ ہوئی۔“

حضرت رقیہ کا اسلام لانا اور عقبہ کا ان کو چھوڑنا:

رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ابْنِ أَسَدِ ابْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ كَانَ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ ابْنُ أَبِي لَهَبٍ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَبْلَ النَّبُوَّةِ فَلَمَّا بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي

لَهَبٍ قَالَ لَهُ أَبُو لَهَبٍ مَنْ رَأَيْكَ حَرَامٌ إِنْ لَمْ تَطْلُقْ ابْنَتَهُ فَقَارَكَهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا وَأَسْلَمَتْ حِينَ أَسْلَمَتْ أُمُّهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَبَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ وَأَخَوَاتُهَا حِينَ بَايَعَتْهُ النِّسَاءُ وَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَهَاجَرَتْ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۲۶)

”جناب سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی اور ان کی والدہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی حضرت رقیہ سے عقبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب نے اظہار نبوت سے پہلے نکاح کیا تو جب سید عالم علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے تبت ید الہی لہب سورت نازل فرمائی تو عقبہ کو اس کے باپ ابولہب نے کہا میری سرداری کی جانشینی تیرے لیے حرام ہے اگر تو نے ان (حضور) کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو عقبہ نے رخصتی سے قبل ہی حضرت رقیہ کو چھوڑ دیا اور حضرت رقیہ مسلمان ہوئیں جبکہ ان کی والدہ حضرت خدیجہ مسلمان ہوئیں اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی جبکہ دیگر عورتوں نے بیعت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ہجرت کی۔

نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت ولادت رقیہ:

حضرت جعفر بن سلیمان الہاشمی کہتے ہیں کہ:

وَوُلِدَتْ رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً۔

(الاستبصار، جلد چہارم، ص ۷۲۷)

”اور رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئیں تو نبی کریم علیہ
الرحیۃ والتسلیم کی عمر مبارک (اس وقت) تینتیس (۳۳) برس تھی۔“

ابن اسحاق نے کہا کہ میں نے عبد اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ

وَوُلِدَتْ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةً
ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(المستدرک، جلد ۴، ص ۳۶)

”نبی کریم علیہ السلام کی نخت جگر رقیہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ولادت سے تینتیس (۳۳) برس بعد ہوئی (یعنی حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عمر پاک اس وقت ۳۳ برس تھی)۔“

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ
کیساتھ ہجرت حبشہ:

عَنْ عُرْوَةَ فِي تَسْيِيرِ الَّذِينَ خَرَجُوا فِي الْمَدَّةِ الْأُولَى إِلَى
هَجْرَةِ الْحَبَشَةِ قَبْلَ خُرُوجِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ عُمَانُ ابْنُ
عَفَّانَ مَعَ امْرَأَتِهِ رُقِيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔

(المستدرک، جلد ۴، ص ۶)

”حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو افراد پہلی مرتبہ کہ
معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ کی طرف گئے حضرت جعفر (علیہ السلام) رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے پہلے حضرت عثمان ابن عفان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔“

حضرت عبد اللہ بن عثمان کی والدہ رقیہ:

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ

عَاشَتْ رُقِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا حَتَّى تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَوُلِدَ مِنْ رُقِيَّةَ غُلَامٌ يُسَمَّى عَبْدُ اللَّهِ۔ الخ

(المستدرک، جلد ۴، ص ۳۷)

”حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا اور ان سے ایک صاحبزادے پیدا
ہوئے جن کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔“ الخ

ہو مبارک تجھ کو فی النورین جوڑا نور کا:

وَأَمَّا رُقِيَّةُ فَذَكَرَ زَوْجَهَا أَوَّلًا ابْنَ عَوْنٍ عُنْبَةَ ابْنُ أَبِي لَهَبٍ كَمَا
تَزَوَّجَ أُخْتَهَا أُمَّ كُلثُومٍ أَخُوهُ عُنْبَةَ ابْنُ أَبِي لَهَبٍ ثُمَّ طَلَّقَهَا
قَبْلَ الدَّخُولِ بِهَا بَغْضَةً فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِينَ أَلَزَّ اللَّهُ ثَبَّتَ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَا (الخ) فَتَزَوَّجَ
عُثْمَانُ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رُقِيَّةَ ثُمَّ هَاجَرَتْ
مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَيُقَالُ أَنَّهُ أَوَّلُ مَا هَاجَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى مَكَّةَ كَمَا قَدِمْنَا وَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَوُلِدَتْ لَهُ ابْنَةٌ
عَبْدُ اللَّهِ فَلَمَّا مَاتَ سَبِيْنٌ فَنَقَرَهُ وَبَكَى فِي عَيْنَيْهِ فَمَاتَ وَبِهِ
كَأَنَّهُ يُكْنَى أَوَّلًا ثُمَّ اكْتُنِيَ بِإِبْنِهِ عَمْرٍو وَتَوَقَّعَتْ وَقَدِ انْتَصَرَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُرُ يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ
الْتَقَى الْجَبَّتَانِ وَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ بِالنَّصْرِ إِلَى الْبَيْتَيْنِ وَهُوَ
زَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ وَجَدَهُمْ قَدْ سَارُوا إِلَى قَبْرِهَا التُّرَابَ وَكَانَ
عُثْمَانُ قَدْ أَقَامَ عَلَيْهَا بِمَرَضٍ بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَأَجْرَهُ وَلَمَّا رَجَعَ رُؤُوسُهُ
بِاخْتِهَا أَمَرَ تَكْلُومَهُ أَيْضًا وَلِهَذَا كَانَ يَقَالُ لَهُ ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ
مَاتَتْ عِنْدَهُ فِي شَعْبَانَ سَنَةِ ثِنْتِ عَشْرٍ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا وَقَدْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”كَوْنَا كَأَنَّ عِنْدِي ثَلَاثَةَ لَزَوَجَتِهَا عُثْمَانُ“

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”كُونَنَّ
عَشْرًا لَزَوَجَتِهَا عُثْمَانُ“ (البدایہ النہایہ جلد ۵ ص ۲۰۸)

”اور حضرت رقیہ سے سب سے پہلے آپ کے عم زاوہ بن ابی لہب نے
نکاح کیا جیسا کہ آپ کی بہن حضرت ام کلثوم سے اس کے بھائی عقیہ
بن ابی لہب نے کیا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ تبت یدنا ابی لہب
الخ نازل فرمائی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کی
وجہ سے دونوں بہنوں کو دخول سے قبل طلاق دے دی تو حضرت عثمان بن
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رقیہ سے نکاح کر لیا اور آپ نے ان
کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی کہتے ہیں کہ آپ حبشہ کی طرف پہلے
مہاجر تھے پھر دونوں مکہ واپس آ گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور
مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آپ کے ہاں حضرت رقیہ سے
عبداللہ پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر کو پہنچے تو ان کی دونوں آنکھوں میں

مرغ نے ٹھونکا مارا اور وہ فوت ہو گئے اور حضرت عثمان پہلے انہیں سے
کنیت کرتے تھے پھر آپ اپنے (دوسرے) بیٹے عکرو سے کنیت کرنے
لگے اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں دونوں فوجوں کی مدد بھیڑ کے روز یوم
الفرقان کو فتح پائی اور جب حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح کی
خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے آپ کی قبر پر مٹی
برابر کر دی ہے اور حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم
سے ان کی تیمارداری کرتے رہے اور آپ نے ان کا حصہ اور اجر مقرر
فرمایا اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے ان (رقیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا) کی بہن حضرت ام کلثوم کا ان سے نکاح فرما دیا اسی وجہ سے
آپ کو ”ذی النورین“ کہا جاتا ہے پھر ام کلثوم بھی ۹ ہجری میں آپ
کے پاس وفات پا گئیں اور آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اگر میرے پاس کوئی تیسری
بہن بھی ہوتی تو میں عثمان سے اس کا نکاح کر دیتا۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں حضرت عثمان سے بیاہر دیتا۔“

(جریح ابن کثیر، جلد ۵ ص ۵۲۹)

اسی حدیث مبارکہ کو مد نظر رکھ کر امام اہل سنت شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

نے فرمایا کہ

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا کہ
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ الْقُرَشِيُّ خَلَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى إِبْنَةِ وَصَرَبَ لَهُ بِسَهْوِهِ۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۵۲۳، جلد ۲، ص ۵۷۴)
”حضرت عثمان ابن عفان القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی حقیقی بیٹی کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کا
مقررہ حصہ بدر سے ان کو عطا فرمایا۔“

بوقت وصال عبداللہ بن عثمان کی عمر:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَيُقَالُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُثْمَانَ هَاتَ فِي
جَمَادَى الْأُولَى سَنَةَ أَرْبَعٍ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ سِتِّينَ

(المسند رک، جلد ۳، ص ۲۷)

”ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہما (حضرت رقیہ کے صاحبزادے) کا وصال جمادی الاول ۴ ہجری
میں ہوا اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی۔“

رسول اللہ علیہ السلام کا اپنی شہزادی کے وصال پر گریہ فرمانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
شَهِدْتُ كَفَنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ وَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذَعَّانِ۔ (المسند رک، جلد ۴، ص ۴۷)
میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین پر حاضر تھا
نبی کریم علیہ الخیرۃ والتسلیم ان کی قبر پر تشریف فرما تھے میں نے آپ کی
چشمان مقدسہ سے آنسو رواں دیکھے۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں:

وَبَلَّغَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ
يَوْمَ بَدْرٍ يُعْتَمَنَ سَهْبَةً وَكَانَ قَدْ تَخَلَّفَ عَلَى أَمْرٍ أَيْهِ رُقِيَّةَ
بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَجَاءَ
زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بِشِيمَارٍ بِالْفَتَحِ وَمَعَهُ بُدْنَةٌ وَعُثْمَانُ عَلَى قَبْرِ
رُقِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا يَدْفِنُهَا۔ (المسند رک، جلد ۳، ص ۳۸)

”خدا بہتر جانتا ہے یہ خبر مجھ تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے دن حصہ عطا فرمایا حالانکہ
حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے حضور پیچھے چھوڑ گئے
تھے اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چوٹ لگی تھی پھر زید ابن حارثہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے ان کے ساتھ ایک اونٹ
کا بچہ تھا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی قبر پر ان کو دفن کر رہے تھے۔“

ایک اور روایت یوں ہے کہ

وَأَمَّا وَقَاءُ رُقِيَّةَ فَالْصَّحِيحُ فِي ذَلِكَ أَنَّ عُثْمَانَ تَخَلَّفَ عَلَيْهَا
بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فِي
جَمِينَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ
وَلَوْ قُتِلَتْ يَوْمَ وَقْعَةِ بَدْرٍ وَكُنْتُ يَوْمَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ
بِشِيمَارٍ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بَدْرًا۔ (الاستیعاب، جلد ۲، ص ۷۷)

”اور بہر حال سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات تو اس میں صحیح بات یہ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرکہ بدر کے لیے تشریف لے گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں اور جنگ بدر کے دن حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اسی دن سیدہ رقیہ کو دفن کیا گیا۔

قَالَ أَبُو عُمَرَ لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ السِّيَرِ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّمَا تَخَلَّفَ مِنْ بَدْرٍ عَلَى إِمْرَأَةٍ رَقِيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْوِهِ وَآخِرُهُ وَكَانَتْ بَدُوٌّ فِي رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ (الاستيعاب، جلد ۲، ص ۲۸۸)

ابو عمر نے کہا کہ تاریخ والوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے غزوہ بدر سے پیچھے رہے اور حضرت عثمان کا مقررہ حصہ ان کو دیا گیا اور غزوہ بدر رمضان المبارک ۲ ہجری میں واقع ہوا تھا۔

رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهَا خَدِيجَةُ وَتَزَوَّجَهَا عُثْبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ (الح، جلد ۸، ص ۹۱)

ترجمہ ہو چکا ہے اور اس روایت میں یہ زائد ہے کہ سترہ رمضان المبارک کو آپ کا انتقال ہوا۔

خلاصہ ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ادیب الہست خطیب ملت حضرت پیر سید خضر حسین صاحب خضر رقمطراز ہیں کہ

حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو سرکار علیہ السلام کی ۳۳ سال کی عمر شریف میں حضرت زینب سے تین سال بعد بعثت نبوی سے سات سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں سیدہ رقیہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیٹی کا نام مبارک رقیہ بنت محمد رسول اللہ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے والدہ کا اسم گرامی ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہے۔

عقد اول:

جب سیدہ رقیہ کی بڑی بہن جنابہ سیدہ زینب کی شادی ابو العاص بن ربیع کے ساتھ ہو گئی جو بنو عبد العزیٰ بن عبد القیس ابن عبد مناف میں سے تھے تو بنو ہاشم کو خیال ہوا کہ شاید سیدہ زینب کی طرح حضرت رقیہ اور جنابہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح بھی کہیں اپنی قوم و برادری سے باہر کسی دوسرے قبیلہ میں نہ ہو جائیں اس لیے نکاح زینب سے تھوڑا عرصہ بعد بنی عبد المطلب، حضرت ابو طالب کو ساتھ لے کر حضرت رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیغام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جناب ابو طالب نے بات شروع کرتے ہوئے کہا اے پیغمبر آپ نے زینب کا نکاح ابو العاص کے ساتھ کر دیا ہے بے شک وہ

اچھا داماد اور شریف آدمی ہے لیکن آپ کے عم زاد کہتے ہیں کہ جس طرح آپ پر خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے کا حق ہے اسی طرح سے آپ پر ہمارا بھی حق ہے اور حسب نسب اور شرافت میں بھی ہم اس سے کم نہیں۔

آپ نے فرمایا یہ بات درست ہے اس پر جناب ابوطالب نے کہا کہ ہم رقیہ اور ام کلثوم کا رشتہ آپ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عقیبہ کے لیے مانگتے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے چچا قرابت داری اور رشتہ داری سے تو انکار نہیں لیکن اس معاملہ میں آپ مجھے کچھ مہلت دے دیں۔

عتبہ اور عقیبہ کی ماں ام جمیل بنت حرب (ابوسفیان کی بہن) امیر معاویہ کی پھوپھی تھی جو نہایت زبان دراز، سنگ دل، بد اخلاق اور بد مزاج عورت تھی اس لیے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرتی تھیں کہ ابولہب کے گھر میں اس عورت کے ساتھ میری لڑکیوں کی گزران کیسے ہوگی۔ اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر الہی میں زیادہ مشغول رہنے لگے تھے اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خدشات کا اظہار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پریشان کرنا نہ چاہتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا کوئی ذکر نہ کیا چنانچہ بعثت نبوی سے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح بالترتیب ابولہب کے بیٹوں عتبہ، عقیبہ سے ہو گئے چونکہ لڑکیاں ابھی بالغ نہ تھیں اس لیے رخصتی نہ ہوئی۔ (بنات مصطفیٰ)

طلاق:

جب سورۃ لہب (کَبَّتْ يَدَا اَبْنَى لَهَبٍ) نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا: "وَاَبْنَى مِنْ زَاوِيَكُمَا حَرَامٌ اِنْ لَمْ تَفَارِقَا اَبْنَتِي مُحَمَّدٍ"

کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے میرا سر تمہارے سروں سے جدا رہے گا چنانچہ ابولہب کے دونوں لڑکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں (رقیہ اور ام کلثوم) کو قبل از قرابت اپنے نکاحوں سے جدا کر دیا۔ (نور البصار ص ۳۳)

حضرت قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ابولہب کے لیے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ

"اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ" اے اللہ تو اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے "فَاَكَلَهُ الْاَسَدُ" تو ایک شیر نے اسے پھاڑ کھایا تھا۔ (فتا شریف ص ۲۱۹ مطبوعہ مبداء اب اکید می ملتان)

عتبہ یا عقیبہ:

محققین و مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ جس کو شیر نے ہلاک کیا وہ عتبہ تھا یا عقیبہ بعض نے عتبہ کے بارے میں اور بعض نے عقیبہ کے بارے میں لکھا ہے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ عتبہ سے متعلق ہے عقیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ کی گنتی میں شمار ہوا۔

علامہ شبلنجی نور الابصار میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عتبہ نے جب حضرت سیدہ ام کلثوم علیہا السلام کو جدا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا "كَفَرْتُ بِدِينِكَ وَفَارَقْتُ ابْنَتَكَ" میں نے آپ کے دین سے کفر و انکار کیا ہے اور آپ کی بیٹی کو جدا کر دیا ہے کہنے لگا آپ کی بیٹی مجھے اچھا نہیں سمجھتی اور میں آپ کو اچھا نہیں سمجھتا میں شام کی طرف بغرض تجارت جا رہا ہوں اُنْمَ مَسْطًا عَلَيْهِ وَشَقَّ قَمِيْضُهُ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم پر حملہ کر دیا اور آپ کی قمیض پھاڑ ڈالی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اِنَّیْ اَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ یَّسْلِطَ عَلَیْكَ کَلْبُهُ“ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تیرے اوپر اپنا کتا مسلط کر دے۔ عتبہ قریش کے تاجروں کے ساتھ لکھائی کہ شام میں لڑقاء کے مقام پر رات بسر کرنے کے لیے ٹھہرے تو اسی رات ایک شیر آیا عتبہ کہنے لگا ”یَا وَیْلَ اُمّیْ هُوَ وَاللّٰہُ اَکْبَرُیْ کَمَا دَعَا عَلِیُّ مُحَمَّدًا قَاتِلِیْ اِنَّ اَبِیْ کَبِشَةَ وَهُوَ بِسَمِکَةِ وَاَنَا بِالْشَّامِ“ ہائے میری ماں وہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسا کہ میرے لیے محمد نے دعا کی ہے کیا؟ ابن ابی کبشہ مجھے قتل کر دے گا حالانکہ وہ مکہ میں ہے اور میں شام میں ہوں۔ لوگوں کے سامنے اس پر شیر نے حملہ کیا اور اس کا سر پکڑ کر زمین پر مار کر کڑے ٹکڑے کر دیا۔ (نور البصار ص ۴۳)

ابو کبشہ:

تفسیر خطیب کے مطابق جناب ابو کبشہ کا تعلق رسول اللہ علیہ السلام کے نہال سے تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ ابو کبشہ نے قریش وغیرہ کی مخالفت کی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے دین کی مخالفت کی تو کفار قریش نے کہا: ”نَسْرَعُ اَبُو کَبِشَةَ“ ان کو ابو کبشہ کھینچ لے گیا ہے۔ ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ رسول کریم کا رضاعی باپ جو حضرت حلیمہ سعدیہ کا شوہر تھا اسے بھی ابو کبشہ کہا جاتا تھا۔ (نور البصار ص ۴۳)

حضرت عثمان سے نکاح:

حضرت سیدہ رقیہ علیہا السلام کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ مکرمہ میں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ایماء و رضا سے تھا۔ طبرانی نے ”معجم“ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

”اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَ عُمَیْرَ بْنَ عُمَیْرٍ عُمَیْرَ بْنَ عُمَیْرٍ“
”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی کریمہ (رقیہ) کا نکاح عثمان بن عفان سے کر دوں۔“

جب سیدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو اس وقت یہ بات مکہ مکرمہ میں بہت مشہور ہوئی کہ

سب سے اچھا جوڑا:

اَحْسَنُ زَوْجَیْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقِیَّةٌ وَ زَوْجَهَا عُمَیْرَانُ.

”سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ حضرات رقیہ و عثمان ہیں۔“

اس نکاح پر جناب سعدی بنت کرز صحابیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے یہ

اشعار ہیں۔

هُدٰی اللّٰہُ عُمَیْرَانَ الصَّفِیَّ بِقَوْلِهِ فَارْشَدَهُ اللّٰہُ وَتَهْدِیْ اِلَیَّ الْحَقِیْ
وَ اَنْکَحَ الْمُبْعُوْثَ اِخْدٰی بَنَاتِهِ فَکَانَ کَبْدًا فَاِزْحَ الشَّمْسِ فِی الْاَفْقِ

(سیرت رحمۃ اللعالمین)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عثمان با صفا کو اپنے اس قول سے کہ (اللہ تعالیٰ حق کی طرف

ہدایت دیتا ہے) ہدایت اور رہنمائی بخشی اور حضور علیہ السلام نے اپنی

ایک بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا آپ ایسے چودھویں کے چاند کی طرح

تھے جو افق میں سورج کو شرمسار پا ہو۔

ارشاد رسول:

سیدہ رقیہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے

شوہر نامدار کا ساتھ دے کر قائم کیا آپ نے حضرت عثمان کے ساتھ دو ہجرتیں کیں

ایک حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ان کی شان میں فرمایا:

”إِنَّهُمَا الْأَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ لُوطٍ وَإِبْرَاهِيمَ“

”لوٹ اور ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا

میں ہجرت کی۔“

سیدہ رقیہ کی وفات:

”حضرت سیدہ رقیہ علیہا السلام ۲ ہجری میں بیمار ہوئیں نبی کریم علیہ السلام جب جنگ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت سیدہ رقیہ علیہا السلام نے ان کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان غنی اور اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا جس روز حضرت زید بن حارثہ کی بشارت لے کر مدینہ پہنچے تو اس وقت سیدہ کی تدفین ہو رہی تھی بوقت وفات سیدہ کی عمر شریف ۲۱ سال تھی آپ کی وفات چچک کی بیماری کے سبب سے ہوئی۔

سیدہ رقیہ کی اولاد:

سیدہ رقیہ کے بطن اطہر سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا عبداللہ سبط رسول اپنی والدہ کے بعد صرف دو سال تک زندہ رہے ان کی عمر چھ سال کی تھی کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ ماری زخم پک گیا آخر یہ والدہ کی یادگار بھی آغوش مادر میں جاسویا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

(آں رسول ص ۲۸۲ تا ۲۸۹)

ذکر اُم کلثوم بنت رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا)

صاحب الاستیعاب فرماتے ہیں کہ

أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَلَدَتْهَا قَبْلَ فَاطِمَةَ وَقَبْلَ رُقِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فِيمَا ذَكَرَهُ مُصْعَبٌ وَلَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَمَّا تَزْوُجٌ أُمُّ كَلْثُومٍ بَعْدَ رُقِيَّةَ وَكَانَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ تَحْتَ عُنَيْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ فَلَمَّا بَيَّنَّ بِهَا حَتَّى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بُعِثَ فَارْتَقَاهَا بِأَمْرِ أَبِيهِ إِيَّاهُ بِذَلِكَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِ أَخِيهَا رُقِيَّةَ وَكَانَ نِكَاحُهُ إِيَّاهَا فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ مَوْتِ رُقِيَّةَ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِذْ تَوَفَّيَتْ رُقِيَّةَ قَدْ عُرِضَ عَلَيْهِ عُبْرُ ابْنِ الْخَطَّابِ حَفْصَةَ ابْنَتُهُ لِيَتَزَوَّجَهَا فَسَكَّتْ عُثْمَانُ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهَا فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَذِلُّ عُثْمَانَ عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَهُ مِنْهَا وَ أَذِلُّهَا عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَهَا مِنْ عُثْمَانَ فَتَزَوَّجَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ وَذَوَّجَ عُثْمَانَ أُمَّ
كُلثُومَ فَنُكِحَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُ وَكَانَ نِكَاحُهَا لَهَا فِي رُبْعِ
الْأَوَّلِ وَبَنَى عَلَيْهَا فِي جَمَادَى الْآخِرَةِ مِنَ السَّنَةِ الثَّالِثَةِ مِنَ
الْهِجْرَةِ وَتَوَقَّيْتُ فِي سَنَةِ ثَمَنٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَصَلَّى عَلَيْهَا
أَبُوهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَوْنِي فِي حَضْرَتِهَا
عَلَى وَالْفَضْلِ وَاسْمَاءُ ابْنِ زَيْدٍ وَعَسَلَتْهَا اسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ
وَصَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ -

(الاستیعاب، جلد ۲، ص ۱۷۷)

حضرت سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی والدہ
حضرت سیدہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حضرت
سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے پیدا ہوئیں اور مصعب
نے کہا کہ سیدہ رقیہ کی ولادت پہلے ہوئی اور اس میں اختلاف نہیں کہ
حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد وفات حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور ام
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ عتیبہ
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب نہیں گیا تھا حتیٰ کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو عتیبہ نے اپنے باپ ابولہب کے کہنے سے
حضرت سیدہ ام کلثوم کو (اپنے نکاح سے) علیحدہ کر دیا۔ پھر حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
نکاح فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳ ہجری میں حضرت

رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا
جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے
متعلق پیشکش فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے کیونکہ
انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ حضرت
حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کا ذکر فرماتے تھے جب یہ بات
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں عثمان کو اس سے بہتر رشتہ نہ بتاؤں اور حفصہ کو عثمان سے بہتر
آدمی کا مشورہ نہ دوں۔“

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
نکاح کر لیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی اولاد نہیں ہوئی
اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور جمادی
الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آباد ہوئیں اور حضرت ام کلثوم رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ ان کے باپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود
پڑھائی ۹ ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا ان کی قبر میں
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت
اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اترے اور ان کو غسل حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب (حضور رضیہ السلام

کی پھوپھی محترمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا۔

صاحب طبقات امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ

أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهَا
خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ
تَزَوَّجَهَا عَتِيبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَبْلَ النَّبَوَةِ فَلَمَّا
بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْزَلَ اللَّهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي
لَهَبٍ قَالَ لَهُ أَبُوهُ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتَ مِنْ رَأْسِكَ حَرَامٌ إِنْ لَمْ
تُطَلِّقِي إِنْتَنَ فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَلَمَّ نَزَلَ بِسَكَّةَ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْلَمَتْ أُمُّهَا وَبَايَعَتْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَخَوَاتِهَا حِينَ بَايَعَتْهُ
النِّسَاءَ وَهَاجَرَتْ إِلَى الْمَدِينَةِ حِينَ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَتْ مَعَ عَيَّالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّ نَزَلَ بِهَا فَلَمَّا تَوَقَّيْتُ رُقِيَّةَ بِنْتَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَفَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ
عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ
بُحْرًا وَذَلِكَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةِ ثَلَاثٍ مِنَ الْهَجْرَةِ
وَأُخْبِرْتُ عَلَيْهِ فِي هَذِهِ السَّنَةِ فِي جَبَادَى الْأَجْرِ فَلَمَّ نَزَلَ عِنْدَهُ
إِلَى أَنْ مَاتَتْ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا وَمَاتَتْ فِي شَعْبَانَ سَنَةِ تِسْعٍ مِنَ
الْهَجْرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَوَكَّنْ
عَشْرًا لَدَوَجْتُهُنَّ عُثْمَانُ" (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۷)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ السلام کی حقیقی بیٹی جن کی

والدہ حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں
ان سے عتیبہ بن ابی لہب نے اظہار نبوت سے پہلے نکاح کیا تو جب نبی
کریم علیہ السلام نے اظہار نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورت
تبت پیدا ابی لہب نازل فرمائی تو عتبہ کے باپ ابو لہب نے اپنے
لڑکے عتبہ کو کہا کہ اگر تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی کو طلاق نہ
دی تو میری سرداری کی جائیں تو مجھ پر حرام ہوگی تو عتبہ نے آپ کی شہزادی
حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جدا کر دیا اور عتبہ حضرت ام
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب ابھی نہیں گیا تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی
اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں
رہیں جب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
اسلام لائیں تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں اور
جب دوسری عورتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تو
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنی حقیقی بہنوں کے ساتھ اپنے
والد حقیقی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہل و عیال کے ساتھ حضرت ام
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ہجرت کی اور آپ کے اہل و عیال میں
زندگی بسر فرمائی پھر جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ہوا
تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کی جگہ
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری کا بی نکاح حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور جمادی الثانی ۳ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آباد ہوئیں اور آخر موت تک حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر زندگی گزاری اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال شعبان ۹ ہجری میں ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”اگر میرے پاس دس لڑکیاں بھی ہوتیں تو (یکے بعد دیگرے) میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی نکاح میں دے دیتا۔“

ابن کثیر قال: تَزَوَّجَ أُمَّ كَلثُومَ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُنَيْتَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزَى ابْنِ لَهَبٍ فَلَمْ يَبْسُ بِهَا حَتَّى لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ رُكْنَةَ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ عُنَيْتَةَ ابْنِ عُنَيْتَةَ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ (المسند: ۱)

قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِابْنَتِهِ عُنَيْتَةَ وَ عُنَيْتَةُ رَأْسِي مِنْ رَأْسِنَا حَزَامٌ إِنَّ لَمْ تَطْلُقِي ابْنَتِي مُحَبَّبَةً وَ سَأَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُنَيْتَةَ فَلَمَّا كَانَ رُكْنَةَ وَ سَأَلَتْهُ رُكْنَةَ فَلَمَّا كَانَ فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ وَهِيَ حَبَالَةُ الْحَطَلِ طَلَّقَهَا يَا بَنِي قَائِنَهَا قَدْ صَبَتْ فَطَلَّقَهَا وَكَانَ عُنَيْتَةَ أُمَّ كَلثُومٍ وَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَابٌ فَأَذَى أُمَّ كَلثُومٍ وَقَالَ كَفَرْتُ بِوَيْلِكَ وَقَارَقْتُ ابْنَتَكَ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ ابْنَ عَفَّانَ رُكْنَةَ فَلَمَّا لَبِثَتْ عُنَيْتَةُ وَكَانَتْ لَهَا

(کنز العمال، جلد ۱۲، ص ۱۵۹، رقم الحديث: ۳۵۳۵۱) (مطبوعہ مکتبہ رمادیہ لاہور)

ترجمہ درج ذیل ہے۔

حضرت ام کلثوم کا نکاح بامر خداوندی ہوا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَهُوَ مَغْمُومٌ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ يَا عُثْمَانُ قَالَ يَا أَبَايَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأُفِي هَذَا دَخَلَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مَا دَخَلَ عَلَيَّ تُؤَقِّتُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَبَهَا اللَّهُ وَانْقَطَعَ الظَّهْرُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ إِلَى الْأَخِيرِ الْأَبَدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْقُوكَ ذَلِكَ يَا عُثْمَانُ وَهَذَا جَبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِأَمْرِي عَنْ أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أُرَوِّجَكَ أُخْتَهَا أُمَّ كَلثُومٍ عَلَى مِثْلِ صَدَاقِهَا وَعَلَى عِدَّتِهَا وَعَلَى مِثْلِ عِدَّتِهَا فَزَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا.

(المسند، جلد ۲، ص ۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مغموم حالت میں ملاقات فرمائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں پر ایسی مصیبت آئی جو مجھے پہنچی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی کا انتقال ہو گیا اور جو رشتہ دامادی میرے اور آپ کے درمیان تھا وہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! تم یہ کیا بات کہہ رہے ہو اور یہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم سنارہے ہیں کہ میں تجھے رقیہ کی ہمشیر و اپنی نخت جگر ام کلثوم کا اسی کے حق مہر پر اسی کی عدت پر تجھ سے نکاح کر دوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا۔

مقام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

رَوْحِي خَيْرٌ أَوْ رَوْحُ قَاطِبَةَ قَالَتْ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَوْحُكَ مِنْ يَوْحُبِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَيُؤْجِبُهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَوْلْتُ فَقَالَ قُلْتُ قُلْتُ رَوْحِي مِنْ يَوْحُبِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَيُؤْجِبُهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ نَعَمْ وَارْتِدُّكَ كَخَلَّتِ الْجَنَّةُ فَرَأَيْتُ مَنْزِلَهُ وَلَمْ أَدْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي يَعْلَمُوهُ فِي مَنْزِلِهِ (مسند رک جلد ۴ ص ۳۹)

میرا خواوند عثمان بہتر ہے یا قاطبہ کا خاوند علی؟

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ بات سن کر خاموش ہو گئے؟ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ام کلثوم! تیرا شوہر عثمان وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ پھیر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ادھر آؤ! میں نے کیا کہا

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرا شوہر وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور میں تمہیں اور زیادہ بتاتا ہوں:

”میں جنت میں گیا تو میں نے عثمان کی جگہ دیکھی اپنے اصحاب سے میں نے اس کے مرتبے پر کسی کو بلند ہونے نہیں دیکھا؟“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادیوں کا نکاح اللہ نے فرمایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: لَمَّا مَاتَتْ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عُمَرُ بِعُثْمَانَ وَقَالَ هَذَا لَكَ فِي حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَلَمْ يُرْذَ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَتَى عُمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهُ تَعَالَى يَا عُمَرُ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ بِصَهِرٍ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عُثْمَانَ فَيَنْزِلَ رَجُلٌ رَجُلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَةِ عُمَرَ وَرَوْحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّ كَلْثُومَ مِنْ عُثْمَانَ وَكَذَلِكَ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ خَطَبَهَا أَبُو بَكْرٍ وَخَطَبَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يُرْزَجْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الشَّيْخَيْنِ لِعُثْمَانَ مَا أَنَا أَلَوْجُ بَنَاتِي وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُرْزِجُهُنَّ.

(مسند رک جلد ۴ ص ۳۹)

جب حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

سے گزرے اور کہا میری بیٹی حصہ کے ساتھ نکاح کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت عثمان نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو (اس واقعہ کی) خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر داماد دلا دے جو عثمان سے تیرے لیے بہتر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے نکاح فرمایا اور اپنی شہزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا اور اس سے پہلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی (حضرت ام کلثوم کے لیے) شادی کا پیغام بھیجا تو آپ نے ان کا نکاح ان سے نہیں کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”بہتر سفارشی میں نہیں ہوں کہ میں اپنی بیٹیوں کا نکاح کروں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عثمان سے میری بیٹیوں کا نکاح فرمایا ہے۔“

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح:

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ

مَا تَتْ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَوَّجَ عُثْمَانُ أُمَّ كُلْثُومَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا حَدِيثٌ صَوَحَّحَ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ۔

(المعتمد، جلد ۲، ص ۴۹)

”حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ

عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سے نکاح فرمایا یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔“

وصال حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

مصعب بن عبد اللہ الزہری نے کہا:

وَأَسْمُ أُمِّ كُلْثُومَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيَّةٌ رَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُثْمَانَ بَعْدَ رُقِيَّةَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَفَخَلَّتْ عَلَيْهِ فِي جَمَادِي الْآخِرَةِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَتَوَقَّيْتُ وَهِيَ عِنْدَ عُثْمَانَ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ تِسْعَةٍ وَكَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةِ الْأَنْصَارِيَّةِ الَّتِي هِيَ عَسَلَتْهَا فِي نِسْوَةٍ الْاَنْصَارِ۔ (المعتمد، جلد ۲، ص ۴۸)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم گرامی امیہ تھا۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اپنی شہزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ربیع الاول شریف کے مہینہ میں کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمادی الآخرہ ۸ ہجری میں تشریف لے گئیں اور ان کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے پاس شعبان ۹ ہجری میں ہوا اور ام عطیہ انصاریہ نے ان کو غسل دیا جو انصار کی عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔“

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

أَنَا عَسَلْتُ أَمْ كُنْتُ مَرْبِيَّةً بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَصَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَجَعَلْتُ عَلَيْهَا نَعْسًا أَمَرْتُ
بِحَجْرِ زَيْنِ رَظِيَّةٍ قَوَّارِيَّتُهَا - (حیات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۸)

”میں نے خود ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور
صفیہ بنت عبدالمطلب نے بھی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
موافق ان کا گوارہ بھی بنایا گیا۔“

حضرت علی، فضل اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر شریف میں اتارا:

وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَأَسَامَةُ ابْنُ زَيْنٍ - (حیات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۹)

”حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف میں حضرت علی ابن ابی
طالب، حضرت فضل ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اترے اور انہوں نے آپ کو کھد شریف میں اتارا۔“ (اَنَا لِسَلْبِهِ وَآنَا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝)

خلاصہ ذکر حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری
صاحبزادی ہیں آپ بعثت نبوی سے چھ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اس پاک بی بی بنت
رسول نے اپنے پیارے باپ اور عظیم والدہ کے حالات و مشکلات کا اپنی آنکھوں سے
مشاہدہ کیا۔ شعب ابی طالب کے کٹھن ترین مراحل کو برداشت کیا۔ حضرت رقیہ اپنے
خاندان عثمان غنی کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ کو چلی گئیں لیکن سیدہ ام کلثوم اپنی بوڑھی ماں
اور چھوٹی بہن سیدہ فاطمہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہ گئیں۔ ان سخت ترین ایام میں خدا

تعالیٰ کی بندگی، اپنے مغموم بابا کے دکھوں میں شریک ہونا، اپنی بوڑھی ماں کا ہاتھ بٹانا،
اپنی چھوٹی بہن کو دلا سے دینا، یہ وہ امور ہیں جن کا انجام دینا اتنا آسان نہ تھا یہ وہ
سعادتیں ہیں جو ام کلثوم کے حصہ میں آئیں۔

آپ کا اسم شریف آمنہ بنت محمد رسول اللہ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم
ہے۔ والدہ حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں اور کنیت ام کلثوم ہے۔ حضرت
ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا لیکن رخصتی نہ
ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت اور تبلیغ کا آغاز فرمایا تو ابو
لہب اور اس کی بیوی ام جمیل آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔

ابولہب آپ کا سگ چچا تھا لیکن اس نے رشتہ داری کو بالائے طاق رکھ دیا اور آپ
کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور قدم قدم پر آپ سے دشمنی کرنے لگا اس پر اللہ تعالیٰ نے
سورۃ لہب نازل فرمائی جس میں ابولہب اور اس کی بیوی کا نام لے کر بالقرصیح ان کی
نذمت کی گئی اس پر ان کا غصہ اور بھی بھڑک اٹھا ام جمیل ہاتھ میں کنکریاں لے کر آپ
کو مارنے کے لیے چڑھ دوڑی اور ابولہب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں
شہرادیوں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بیٹوں سے طلاقیں
دلوادیں۔ (سیرت نجات مصطفیٰ، ص ۳۲۱)

حضرت جنابہ سیدہ رقیہ علیہا السلام کی وفات ہوئی تو اس کے بعد حضور نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ربیع الاول ۳ ہجری میں اپنی عظیم شہزادی ام کلثوم علیہا السلام کا
نکاح بھی حضرت عثمان سے کر دیا۔

حضرت سعید ابن مسیب نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی صاحبزادی رقیہ انتقال کر گئیں اور ہرقاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی
حضرت حصہ بیوہ ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ حصہ سے نکاح کر لیں لیکن حضرت عثمان یہ خبر سن چکے تھے کہ رسول کریم ﷺ سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں اس لیے حضرت عثمان خاموش رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اس امر کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

”هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ مِّنْ ذَلِكَ أَذَوِّجُ أَتَا حَفْصَةَ وَأَزَوِّجُ عُثْمَانَ خَيْرًا مِنْهَا أَمْ كُتُومٌ“ (نور البصار ص ۳۳)

”کیا میں آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہ دوں کہ میں حصہ سے نکاح کر لوں اور عثمان کو حصہ سے بہتر ام کلثوم سے نکاح کر دوں؟“

ربیع بن حراس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنی صاحبزادی حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا پیغام بھیجا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عُمَرُ أَذَلَّكَ عَنْ خَيْرٍ لَّكَ مِنْ عُثْمَانَ وَ أَذَلَّ عُثْمَانَ عَنْ خَيْرٍ لَّهُ مِنْكَ.

”اے عمر! حصہ کی شادی کے لیے میں تجھے عثمان سے بہتر شخص کی طرف رہنمائی کروں؟ اور عثمان کو تجھ سے بہتر شخص کی طرف رہنمائی کروں؟“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے یا نبی اللہ! حضور نے فرمایا:

رَوَّحْنِي بِبَيْتِكَ وَأَزَوِّجُ عُثْمَانَ بِبَيْتِي۔ (نور البصار ص ۳۳)

”تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرو اور میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دیتا ہوں۔“

اس ارشاد عالی کے بعد حصہ کو ام المؤمنین ہونے کا شرف عطا ہوا اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین بننے کی عزت حاصل ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے دروازے کے قریب حضرت عثمان

سے ملے اور ارشاد فرمایا:

يَا عُمَسَّانُ هَذَا جِبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُثُومٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقِيَّةَ عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا۔ (ابن ماجہ شریف)

”اے عثمان! یہ جبرائیل ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح تم سے فرمایا ہے اور مہر جو رقیہ کا تھا وہی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”جب میری بیوی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو میں بہت رویا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَا يُبْكِيكَ؟ کیوں رو رہے ہو؟ قُلْتُ أَبْكِي عَلَى انْقِصَاعِ صُحْبَتِي مِنْكَ میں نے عرض کیا، اس لیے کہ آپ سے میری دامادی کا تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ قَالَ فَهَذَا جِبْرِيلُ يَأْمُرُنِي بِأَمْرِ اللَّهِ أَنْ أَزَوِّجَكَ أَخْتَهَا وَأَنْ أَجْعَلَ صِدَاقَهَا بِمِثْلِ صِدَاقِ أَخْتِهَا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل ہیں انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا ہے کہ میں تیرے ساتھ رقیہ کی ہمشیرہ کا نکاح کر دوں اور اسی کے مہر کی مثل اس کا مہر مقرر کروں۔“

حضرت سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی، حضرت علی المرتضیٰ، فضل ابن عباس، اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مراسم تدفین پورے کئے اسماء بنت عمیس، صفیہ بنت عبدالمطلب نے غسل دیا۔ حضور علیہ السلام کی اس صاحبزادی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین کہا جاتا ہے وہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دی جب وہ انتقال فرما گئیں تو دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے نکاح میں دے دیا جب وہ بھی انتقال فرما گئیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

كُونَا عَيْنِي ثَالِثَةً لِّذَوِّجَتِكُمَا۔ (نورالابصار ص ۶۷)

”اے عثمان! اگر میرے پاس تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں وہ بھی

تمہارے نکاح میں دے دیتا۔“ (الرسول ص ۲۶۰-۲۶۱)

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں:

گرامی قارئین! بعض بد بخت لوگ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان شہزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور محض اس لیے کرتے ہیں کہ اگر ان کا وجود تسلیم کر لیا تو پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داماد رسول تسلیم کرنا پڑے گا اور اگر ان کو داماد مصطفیٰ تسلیم کر لیا تو ان کے خیال سے انفرادیت مرتضوی قائم نہیں رہتی حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت میں سب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں جو ان کی انفرادیت کو روز روشن کی طرح عیاں کرتی ہیں۔

علی
فاتح خیبر ہیں

علی
قاتل عتر ہیں

علی
علی
علی
علی
علی
علی

باب مدیۃ العلم ہیں
انہی رسول ہیں
والد حسنین کریمین ہیں
مولائے کائنات ہیں
حیدر و صفر ہیں
قاسم کوثر ہیں کرم اللہ وجہہ الکریم

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ:

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں

وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں

بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی

یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

ذکر حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری شہزادی

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سیدہ سلام اللہ علیہا کے القابات:

۱۔ زہرا:

علامہ یوسف بن اسماعیل بھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب اشرف الموبد لآل محمد میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی عظیم کتاب خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

جیض سے پاک تھیں اور بچے کی ولادت سے ایک ساعت کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں حتیٰ کہ آپ کی کوئی نماز قضاء نہ ہوتی (وَسَكُنْتَ لَكَ سُكْنَتُكَ الرَّهْرَاءُ) اسی لیے آپ کا نام زہرا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ، الشرف المہدئ، جلد ۱ ص ۵۷۴)

۲۔ بتول:

سیدۃ النساء العالمین فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بتول اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے فضیلت و دین اور حسب و نسب کے اعتبار سے منفرد ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے بتول کہا گیا ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ آپ کی مثال و نظیر کوئی نہیں اس لیے بھی آپ بتول ہیں۔ (الخصائص، جلد ۱ ص ۱۵۶، بحوالہ ابن الاثیر حیدۃ العہدی)

نام نامی اسم گرامی کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
"لَأَنَّمَا سَمَّيْتُ فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَمَهَا وَذَرَّيَتَهَا عَلَى النَّارِ"
(استغفار الراحمین علی عاصم نور البصار، ص ۸۶، مطبوعہ مصر)

(کنز العمال، جلد ۱۲ ص ۱۰۹، رقم الحدیث ۳۳۲۴۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے ان کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار (جہنم) پر حرام فرما دیا۔" (جامع الاحادیث، جلد ۵ ص ۵۹۵)

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ
"إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى غَيْرُ مُعَذِّبِكَ وَلَا وَلَدِكَ."

(کنز العمال، جلد ۱۲ ص ۱۰۹، رقم الحدیث ۳۳۲۴۷)

تاجدار انبیاء علیہما السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ارشاد فرمایا:
"اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب کرے اور نہ تیری اولاد میں سے کسی کو۔" (جامع الاحادیث، جلد ۵ ص ۵۹۶)

اولاد فاطمہ کا میں باپ ہوں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي وَكُلُّ بَنِي آدَمَ يَنْتَبِئُونَ إِلَيَّ غَضَبَتِهِمْ
وَآبَتِهِمْ إِلَّا بَنِي فَاطِمَةَ فَإِنَّا آبُوهُمْ۔" (الصحیح البخاری، جلد ۱ ص ۲۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سب کی اولادیں اپنے باپوں کی طرف نسب کی جاتی ہیں سو اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔
اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

آج کل کے بڑھم فرائش بڑے بڑے استاذ العلماء اور شیخ الحدیث زویہ شیعہ میں اس صریح حدیث پاک کو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کتنا گھناؤنا جرم ہے کہ حضرت فاطمہ کے والد کو بتول ثور کے رکھا جاتا ہے حالانکہ وہ خود کو رضوی کہلاتے ہیں اور یہ حدیث امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے لڑائی رضویہ میں تحریر کی ہے کیونکہ ثور کوئی رضویہ میں مرقوم تمام احادیث کا مجموعہ جامع الاحادیث ہے جسے مولانا محمد حنیف خان رضوی بریلوی نے منع کیا ہے اور سرور دینی پر بطور معصفت لکھا ہے "محمد و عظیم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ" ملاحظہ ہو جامع الاحادیث، جلد ۵ ص ۵۹۶، رقم الحدیث ۳۵۲۶، یہی رقم ہے کیا یہ اہل بیت سے تعصب نہیں ہے؟

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللَّهُ وَذَرَّيْتُهَا عَلَى النَّارِ۔

(المسند رک، جلد ۳، ص ۵۴، کنز العمال جلد ۱۲، ص ۱۱۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پاکدامنی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ حرام فرمادی۔“ (جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۶۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انسانی شکل میں حور ہیں:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنَتِي فَاطِمَةَ أَدْوَمِيَّةٌ
حُورَاءٌ لَمْ تَوَحُضْ وَلَمْ تَقْصُبْ۔

(کنز العمال، جلد ۱۲، ص ۱۲۵، رقم الحدیث ۳۳۲۲۹)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک میری صاحبزادی بتول زہراء انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض و نفاس سے پاک ہے۔“

(جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۶۶) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۱۱۸) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اشرف الموبد، ص ۷۴)

فضائل سیدہ بزبان ام المؤمنین عائشہ صدیقہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْعًا وَهَذْيًا وَذَلًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهَا كَانَتْ
إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي

مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدَيْهِ

فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهِ۔ (سنن ابوداؤد باب فی القیام، جلد ۲، ص ۷۰۸)

”میں نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات و اطوار میں مشابہ کسی کو نہ دیکھا جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے اور ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قیام کرتیں اور دست اقدس و بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔“

(المسند رک، جلد ۳، ص ۱۳۰، فتح المغرب، ج ۱۳، جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۹۷)

خارجیوں سے سوال:

خارجیوں کا باوا آدم مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے ”نبی کی تعظیم بھائیوں کی سی کرو“ اور مزید کہتا ہے ”قیام نماز کا رکن اور عبادت ہے، غیر اللہ کے لیے جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔“ اسی طرح اس نے لکھا ”بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا شرک ہے۔“ (تقویۃ الایمان) تو کیا خارجی بتائیں گے کہ اس فتوؤں کی اندھی بوجھاڑ میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی شہزادی کو یہ خارجی کیا سمجھتے ہیں؟ کیونکہ اس حدیث پاک میں قیام، تعظیم، بوسہ دونوں طرف سے ثابت ہے اور بیان کرنے والی ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس کے سوا کیا کہا جائے کہ

سط شرم تم کو گھر نہیں آتی

تمہارے فتوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر العیاذ باللہ تعالیٰ حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ دُشْمَانِ اَهْلِ بَيْتِ

سیدہ فاطمہ اور ان کے محبت جہنم سے آزاد ہیں:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَيِّئَاتُهَا
فَاطِمَةُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَطَمَهَا وَفُحِّطَتْهَا مِنَ النَّارِ

(بخاری، جلد ۱۲، ص ۳۳۱، ترمذی، جلد ۱، ص ۳۱۲، کنز العمال، جلد ۱۰، ص ۱۰۹، رقم الحدیث ۳۳۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس کا نام
فاطمہ اس لیے رکھا کہ اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو آتش دوزخ
سے آزاد فرمایا۔“

(جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۹۷) (ذخائر العقبیٰ، ص ۳۶ مطبوعہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ
”غلامان زہرا کو نار سے چھڑایا اللہ عزوجل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے
فاطمہ، چھڑانے والی آتش جہنم سے نجات دینے والی۔“

(الامن والاعلیٰ، ص ۲۳۶)

فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے:

حضرت مشور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

”فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي“ رواه البخاری

(الارباب، ص ۳۹۶)

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”فاطمہ میرے جگر
کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔“

فاطمہ کی خوشی میری خوشی ہے:

”إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِيَنِي مَا أْذَاهَا وَيَسُرُّ مَا أَسْرَاهَا“

رَوَاهُ مُسْلِمٌ (انوار نبوت، ص ۴۹۶)

”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس کسی نے اسے اذیت دی اس نے مجھے
اذیت دی اور جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔“

جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةً نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ
الْعَالَمِينَ“

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ (الارباب، ص ۳۹۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے فاطمہ! کیا تو اس پر راضی
نہیں ہے کہ تو سارے جہانوں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔“
(حدیث پاک کی بہترین تفصیل کے لیے ہماری کتاب اسرار خطابت
ملاحظہ ہو، جلد ۶)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَدْبَعُ مَرْيَمُ بِنْتُ إِيمَانَ وَ آيَةُ بِنْتُ
مَرْجَمٍ وَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱) (الستیاب، جلد ۲، ص ۷۷)

تمام جہانوں کی عورتوں میں سے بہتر چار عورتیں ہیں:

۱۔ مریم بنت عمران، ۲۔ آسیہ بنت مزاحم، ۳۔ خدیجہ بنت خویلد،

۴۔ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”يَا بَنِيَّ أَمَّا تَرَضُّبْنَ إِيَّاكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ؟ قَالَتْ يَا أَبَتِ

قَائِنَ مَرْيَمَ بِنْتُ عِمْرَانَ؟ قَالَ يَلَاكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِيهَا وَأَنْتِ

سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِيكَ أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ رَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا“

(الاستیاب، جلد ۲، ص ۷۷)

”اے بیٹی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہانوں کی

عورتوں کی سردار ہے؟ جنابہ سیدہ عالم نے عرض کیا ابا جان! مریم بنت

عمران بھی تو ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم

اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور اللہ کی قسم میں نے تیری شاید اس سے

کی ہے جو ساری دنیا کا سردار ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم علیہ السلام

نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَاءٍ أَهْتَى فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(انوار بوث، ص ۳۹۷)

”میری امت کی تمام عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔“

سب سے زیادہ محبوب کون؟

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بچھپی کے ساتھ

حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا

فَسَأَلْتُ أَبْنَةَ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَتْ ”فَاطِمَةُ“ فَقِيلَ مِنْ الرِّجَالِ قَالَتْ رَوَّجَهَا۔

(رواہ الترمذی وعلقوۃ، انوار بوث، ص ۳۹۷)

”میں نے پوچھا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو سب سے زیادہ محبوب کون

ہیں؟ فرمایا: فاطمہ۔ کہا گیا کہ مردوں میں سے فرمایا: ان کے شوہر۔“

(حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ)

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَاطِمَةُ وَمِنْ الرِّجَالِ عَلِيٌّ۔ (رواہ الترمذی المسند رک الحاکم، جلد ۳، ص ۱۵۵)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب

فاطمہ اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب علی تھے۔“

نبی کریم علیہ السلام کا سیدہ سے انداز محبت:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ

النَّاسِ عَهْدًا بِهِ فَاطِمَةُ وَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ كَانَ أَوَّلَ النَّاسِ

بِهِ عَهْدًا فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا۔

(المسند رک الحاکم، جلد ۳، ص ۱۵۳)

”نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔“

سب سے زیادہ فصیح اللسان:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ
مَا أَتَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَصْدَقَ لَهْجَةٍ مِنْ فَاطِمَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ
الَّذِي وَلَدَهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (اشیاب، جلد ۲، ص ۷۷۲)
”میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح اللہجہ نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ حضوری لخت جگر تھیں۔“

میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں:

آپ ہی راویہ ہیں کہ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَبَّلَ
نَحْرَ فَاطِمَةَ وَقَالَ مِنْهَا أَشْمُ رَائِحَةِ الْجَنَّةِ۔ (انوار نبوت، ص ۵۰۴)
”نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سیدہ فاطمہ کی گردن مبارک کو بوسہ دیتے اور فرماتے میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔“

اے اہل محشر سر جھکا لو آنکھیں بند کر لو:

حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِّنْ بَطْنِ الْعَرَشِ

”يَا أَهْلَ الْعَرْشِ نَكِسُوا رُؤُوسَكُمْ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَنْتَرِ
فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ فَنَتَرُ مَعَ سَبْعِينَ آلَفَ جَارِيَةٍ
مِّنَ الْخُورِ الْعَيْنِ كَمَدِ الْبَرْقِ۔“

(انوار انصار، السوا مع الخرقۃ، انوار نبوت، ص ۵۰۵)

”جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے درمیان سے ایک منادی ندا کرے گا:

اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزر جائیں تو آپ حور عین میں سے ستر ہزار عورتوں کے ساتھ بجلی کی طرح گزریں گی۔“
کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ ۔

ذکر زہرا سے شرافت کا شعور آتا ہے
ہم زہرا سے محمد کا سرور آتا ہے
جس کے بابا کے سپاروں پہ شجر پلتا ہے
جس کے بابا کے اشاروں پر قمر چلتا ہے
جس کے بابا کی اطاعت کا صلہ ملتا ہے
جس کے بابا کے توسط سے ندا ملتا ہے
جس کا فرزند شہادت کے ترانے بانٹے
جس کا سر تاج ولایت کے خزانے بانٹے
جس کے بیٹوں کے لیے سجدوں میں طول آ جائے
جس کے بیٹوں کی سواری میں رسول آ جائے

☆☆☆☆

مختصر سوانح سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا

داحصف آل رسول حضرت پیر سید خضر حسین شاہ صاحب بڑے اعلیٰ پیرائے میں رقم فرماتے ہیں کہ

ملکۃ ملک سخاوت، مطلع چرخ کرامت، سرہ چشمہ صبر و رضاء، ام شہیدان وفا، سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی ہیں آپ سیدۃ النساء العالمین کے مبارک لقب سے مشہور ہیں۔

نام و نسب و القابات:

آپ کا اسم گرامی فاطمہ بنت محمد رسول اللہ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔ والدہ سیدہ ام المؤمنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور القاب سیدۃ النساء العالمین، زہرا، عذراء، بتول، خاتون جنت، بضعة الرسول، سیدہ، زاہدہ، طیبہ، طاہرہ، راکعہ، ساجدہ، صالحہ، عاصمہ، چیدہ، کاملہ، صادقہ ہیں۔

ولادت باسعادت:

سیدۃ النساء کی ولادت کے بارے میں مورخین کا شدید اختلاف ہے لیکن صحیح تر قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت مبارک کہ نبوت کے پہلے سال ہوئی جبکہ حضور امام الانبیاء

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔

حاشیہ بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۲ پر استیعاب کے حوالے سے مرقوم ہے:
وَلِدَتْ فَاطِمَةَ سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ مِنْ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی جنابہ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی ولادت مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکتالیس سال کی عمر میں ہوئی۔

جب سیدہ فاطمہ الزہراء کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجہ طاہرہ نے کسی شخص کو اپنے قریبیوں کے ہاں بھیجا کہ ان کی عورتیں میری کفایت کے لیے آئیں۔ قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک گناہ گار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور عبد اللہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی تو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی ہے اس لیے ہم تیرے پاس نہیں آئیں گئیں اور نہ ہی تیری کفایت کریں گی۔

حضرت خدیجہ ان کے اس جواب سے ملول و غمگین ہو گئیں تو اچانک گندی رنگ اور دراز قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور بنو ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں آپ انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو گئیں تو ان میں سے ایک نے عرض کیا اے خدیجہ! آپ گھبرا ئیں نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے لیے بھیجا ہے اور ہم آپ کی بہنیں ہیں میں سارہ ہوں اور یہ دوسری مریم بنت عمران ہیں اور تیسری موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم ہیں اور یہ چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں بعد ازاں ان میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں ایک بائیں ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں تو جنابہ سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جب سیدہ فاطمہ طاہرہ مطہرہ نے صحن عالم میں قدم رکھا تو آپ کا نور مبارک درخشاں ہو گیا چنانچہ آپ کے نور نے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا اور زمین کے شرق و غرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے اس نور نے روشن نہ کیا ہو۔

(روایت مشہد از علامہ ملا حسین واعظ کاشفی مفتی ۹۱۰ھ میں ۱۱۸۷ھ مطبوعہ ایران، ذخیرہ ربیع)

۵۔ بر آسمان رسالت ہلائے از نو تافت

ہوستان نبوت کلی ز نو شکفت

رسالت کے آسمان پر ایک نیا چاند چمکا، نبوت کے باغ میں ایک نئی کلی کھلی ہے۔

عسل اول:

روایت میں آیا ہے کہ قادر کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ پاک میں جنت کی دس حوروں کو بھیجا ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک طشت اور چمکتی ہوئی چھاگل تھی اور ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا چنانچہ سیدہ خدیجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے سیدہ فاطمہ الزہراء کو لے کر کوثر کے پانی سے غسل دیا اور ایک سفید کپڑا نکال کر اعلیٰ قسم کی خوشبوؤں میں بسا کر آپ کو پہنایا اور ایسے ہی ایک اور پاکیزہ کپڑے کا رومال آپ کے سر اقدس پر باندھ کر کہا اسے خدیجہ! اب آپ اس پاک اور پاکیزہ کو لے لیں اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر برکت کرے اور دوسری بیبیوں نے بھی جنابہ سیدہ خدیجہ کو مبارک باد پیش کی۔

جنابہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے خوشی خوشی بیٹی کو گود میں لیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ (زہرا) رکھا۔

(روایت مفید از علامہ ملا حسین واعظ کاشفی مفتی ۹۱۰ھ میں ۱۱۸۷ھ مطبوعہ ایران، ۲۶۸۵۲۶۵)

حضرت علی پاک سے سیدہ کا نکاح:

حضرت سیدہ بتول فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نکاح حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ۲ ہجری میں غزوہ بدر سے واپسی کے بعد رمضان میں ہوا تو آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال اور حضرت علی کی اکیس سال تھی اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنابہ سیدہ کی زندگی میں کسی دوسری خاتون سے نکاح نہیں فرمایا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی رخصتی کی رات کو دعا فرماتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذَرِيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

”اے اللہ کریم! انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔“

اور ایسی ہی دعا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے فرمائی اور پھر ان دونوں کے لیے دعا فرمائی: ”جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا“ اللہ تمہارے متفرق امور کو جمع فرمائے۔

”فَجَعَلَ اللّٰهُ تَسْلِيْمًا مَّفَاتِيْحَ الرَّحْمَةِ وَمَعَادِيْنِ الْحِكْمَةِ وَاَمَّنَ

اَلْاَمْنَةَ“ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو رحمت کی چابیاں اور حکمت کے

خزانے اور امت کے لیے باعث امن بنایا بعد ازاں ان دونوں (فاطمہ و

علی) کو مخاطب کر کے فرمایا:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ فِیْكُمْمَا وَاعَزَّجَلَّ جَدُّكُمَا وَآخَرَجَ

مِنْكُمْمَا الْكَثِيْرَ الطَّيِّبَ۔

”اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکتیں عطا فرمائے تم میں برکت فرمائے تمہاری

کوشش کو عزت دے اور تم دونوں کو نہایت ہی پاکیزہ کثیر اولاد عطا فرمائے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَوَّ اللَّهُ لَقَدْ أَخْرَجَ مِنْهُمَا الْكَثِيرُ الطَّيِّبَ۔

(الشرف المودع ص ۷۷، ۷۸، ذخائر العقبیٰ ص ۲۸)

”خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بہت ہی پاکیزہ اولاد عطا فرمائی۔“

حکم خداوندی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب فرشتہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے انس! کیا تو جانتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبرائیل علیہ السلام کیا خبر لائے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے کہا ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَأْمُرُكَ أَنْ تَزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ۔

(نور الابصار ص ۳۶، ذخائر العقبیٰ ص ۲۸)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیجئے۔“

چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ بتول کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار سو مثقال حق مہر کے عوض صحابہ کرام کی موجودگی میں کر

دیا۔

آسمانوں پر سیدہ کا نکاح:

حضرت علامہ حافظ ابو جعفر احمد بن عبد اللہ المعروف محبت طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذخائر عقبیٰ میں اور علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزہت الجاس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور کہا ہے کہ آج فاطمہ کا جنت میں ان کی والدہ کے محل میں عقد ہوا ہے اسرائیل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا ہے اور جبرائیل و میکائیل علیہما السلام گواہ بنے اور خدائے رب العزت ولی ہوئے اور شوہر علی بنے۔

(زبوت الجاس ج ۲، ص ۲۲۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ابھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تھے اتنے میں حضرت علی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

هَذَا جَبْرَائِيلُ يُعْبِدُنِي إِنَّ اللَّهَ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ وَاسْتَشْهَدَ عَلِيٌّ

تَزْوِيجَهَا أَرْبَعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۲۸)

”یہ جبرائیل مجھے بتا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت

میں دے دیا اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ

آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ:

إِنِّي قَدْ زَوَّجْتُ فَاطِمَةَ ابْنَتَكَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي النَّكَاحِ

الْأَعْلَى قَدْ زَوَّجَهَا مِنْهُ فِي الْأَرْضِ۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۲۸)

”بے شک میں نے آپ کی شہزادی کا نکاح عالم بالا میں علی المرتضیٰ ابن ابی طالب سے کر دیا ہے۔ پس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے زمین پہ کر دیا۔“

(آل رسول ص ۲۷۲)

سیدہ کا جہیز:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جہیز حضرت فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کو عطا فرمایا کتب سیر و تواریخ میں اس کی تفصیل کچھ یوں منقول ہے:

ایک چار..... ایک بچی..... بستر سادہ کپڑوں کا ایک..... بھجور کے پتوں کی چٹائی ایک..... ایک کپڑوں کا جوڑا..... ایک اعلیٰ کپڑے کی قمیض..... چاندی کے بازو بندو عدد..... چار گلاس..... موٹے کپڑے کے تکیے چار..... ایک تانبے کا لوہا..... دو مٹی کے گھڑے..... چار پائی ایک..... چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآن مجید فرقان حمید کی چند سورتیں۔ (آل رسول ص ۲۷۵)

حق مہر:

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی!

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَخَذَنِي أَنْ أُزَوِّجَكَ فَاطِمَةَ عَلَى أَرْبَعِينَ مِثْقَالِ فِضَّةٍ أَرْضَيْتَ بِذَلِكَ.

”بے شک اللہ رب العزت نے مجھے حکم فرمایا ہے (اے علی) کہ تیرا نکاح فاطمہ سے چار سو مِثقال چاندی مہر کے عوض کر دوں کیا تو اس پر راضی

ہے؟“

حضرت علی نے خطبہ پڑھ کر عرض کیا:

رَضِيتُ بِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

(اشرف المودعہ ص ۷۷، آل رسول ص ۲۷۵)

”یا رسول اللہ! میں اس پر راضی ہوں۔“

جب سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: اے فاطمہ! میری یہ وصیت ہے کہ جب تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچو تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا:

”یا رسول اللہ! میں آپ کا بڑا مشتاق ہوں۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اور میری بھی ایک وصیت ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر چیخ چلا کر ماتم نہ کرنا اور میرے نور چشم حسن و حسین کو مارنا نہیں اور اے شیر خدا وہ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے انبوہ میں تشریف لے آئے ہیں اب میں جا رہی ہوں اور میرے انتقال کے بعد فلاں جگہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا بڑی حفاظت سے رکھا ہے اس کاغذ کو نکال کر میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے بنت رسول! میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتا دو اس کاغذ میں کیا لکھا ہے۔

امت کی شفاعت سیدہ کا حق مہر:

حضرت فاطمہ نے فرمایا: اے اُمّی رسول! جب میرا نکاح آپ سے ہونے لگا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: فاطمہ! میں علی سے چار سو مِثقال

چاندی کے مہر پر تہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے عرض کیا: علی مجھے منظور ہیں لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں! اتنے میں جبرائیل امین نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ اتالی کا فرمان ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تم خود ہی بتا دو کہ مہر کیا ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار امت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو چنانچہ جبرائیل علیہ السلام واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا لکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے کہ

جَعَلْتُ شَفَاعَةَ أُمِّیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (جامع المسرات مہری ص ۶۲)
 ”میں نے امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔“

جناب سید محمد صالح الشافعی ترمذی سی حنفی رقمطراز ہیں کہ

”جب جناب سیدہ کو معلوم ہوا کہ میرا مہر زرہ کی قیمت یعنی چار سو درہم مقرر ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی سب لوگوں کی بیٹیوں کے حق مہر درہم و دینار کے ہوتے ہیں اور آپ کی بیٹی کا مہر بھی درہم و دینار کا مقرر ہوا ہے پس فرق کیا ہوا آپ حق تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میرا مہر آپ کی امت کی شفاعت مقرر کیا جائے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگاہ خداوندی میں التماس کی جو فوراً مقبول ہوئی اور جبرائیل امین ایک پارچہ حریر لے کر حاضر خدمت ہوئے جس میں دو سطریں لکھی تھیں ان دو سطروں کا مضمون یہ تھا کہ

”حق تعالیٰ نے فاطمہ کا مہر اس کے پدر بزرگوار کی امت عاصی کی شفاعت مقرر کیا ہے۔“

اور بیان کرتے ہیں کہ جناب سیدۃ النساء نے اس پارچہ حریر کو بطور تبرک محفوظ رکھا جب وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ اس پارچہ کو میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیں تاکہ جب کل قیامت کے روز انھوں تو ای پارچہ کو اپنی جنت قرار دے کر اپنے والد بزرگوار کی گنہگار امت کی شفاعت کروں۔

(کوکب دہلی ص ۲۹۵-۲۹۶)

حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ نسفی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرا مہر قیامت کے روز امت کے لیے شفاعت طلبی مقرر کیا جائے:

فَإِذَا صَارَتْ عَلَى الصِّرَاطِ طَلَبْتُ جَدَّاهَا۔

(نزهت المجالس جلد دوم ص ۲۲۵ مطبوعہ قاہرہ مصر)

(بحوالہ آل رسول ص ۲۷۷، ۲۷۸)

”پس جب امت پل صراط پر پہنچے گی تو وہ اپنا مہر طلب کریں گی۔“

متعدد کتب میں اس کے علاوہ بہت سی روایات موجود ہیں اگر کچھ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب اسرار خطابت جلد ششم کا مطالعہ فرمائیں۔

سیدہ کا وصال پر ملال:

سیدۃ النساء الغلیمیں سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن تحقیق شدہ امر یہ ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو اس دار فانی سے

دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو رات میں دفن کیا۔

(خلیفہ الاولیاء، جلد دوم، ص ۲۲۲ بحوالہ آل رسول، ص ۳۱۷-۳۱۸)

سیدہ کی اولاد پاک:

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادے،

- ۱- حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
- ۲- حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہید کربلاء،
- ۳- حضرت سیدنا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کی شہزادیاں،

- ۱- سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا،
- ۲- سیدہ زینب سلام اللہ علیہا،
- ۳- سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا، (آل رسول، ص ۳۱۷-۳۱۸)

اثبات بنات اربعہ از کتب معتبرہ شیعہ

شیعہ حضرات کی اصول و فروع کتابوں سے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیوں کا ثبوت
متعدد یا ایک بھی حوالہ غلط ثابت کرنے والے کوئی حوالہ
ایک ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم بگر آزمائیں

فقیر پر تقصیر المحتاج الی السوئی القدر
سگ بارگاہ سرکار نقش لا ثانی
گدائے کوچہ شاہ لا ثانی علیہ الرحمت
محمد مقبول احمد سرور نقشبندی مجددی
خادم آستانہ عالیہ امام خطابت علیہ الرحمت
فیصل آباد
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ لا ثانیہ حبیبی علی پور سید اہل شریف

1- شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب اصول کافی ملا حظہ ہو:

وَلَزَوَّجَ حَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بَضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعِثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَيْةٌ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَوُلِدَتْهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالظَّاهِرُ وَقَاطِنَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ

(اصول کافی جلد اول، ص ۴۳۹، مطبوعہ تہران)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ (الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور خدیجہ کے بطن سے حضوری الاولاد بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب، أم کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔“

۲- فروع کافی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَاتٍ

(فروع کا فی کتاب اہل حق باب فضل البنات، مطبوعہ شہزاد، جلد دوم، ص ۸۲)

”ابو عبد اللہ (حضرت امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بیٹیوں کے پایاں تھیں۔“

۳- فروع کافی بخوالہ القول المقبول فی بنات الرسول:

چار و دوہن مندر جو لڑکی پیدا ہونے پر اسے معیوب خیال کرتا تھا تو امام
جعفر الصادق نے فرمایا:

قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبًا بَنَاتٍ -

(فروع کافی، جلد دوم، ص ۸۲ بحوالہ اقوال المقبول فی بیانات الرسول، ص ۶)

”تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سنی لڑکیوں کے باپ تھے۔“

۳، ۵، ۶: القول المقبول فی بنات الرسول، تحفۃ العوام اور تہذیب الاحکام:

تینوں کتابوں میں ملاحظہ ہو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ ابْنَيْ نَبِيِّكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
رُقِيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَن
مَنْ أَدَّى نَبِيِّكَ فِيهَا.

(القول المأثور في باب الرسول ص ۲۰ تجلید العوام ص ۲۳ مطبوعہ لاہور تہذیب الاسلام، جلد اول ص ۱۸۴)

”اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت قاسم و طاہر اپنے نبی کے دونوں بیٹوں پر اور اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت رقیہ اور ام کلثوم اپنے نبی کی بیٹیوں پر اور لعنت فرما ان پر جو تیرے نبی کو ان (بیٹیوں) کے بارے میں تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (یعنی ان کو نبی کی شہزادیاں تسلیم نہیں کرتے ان پر اے اللہ لعنت فرما)۔“

۷۔ قرب الاسناد لابی العباس:

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ وَأُمُّ
كُلثُومَ وَرُقِيَّةَ وَفَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ قَدْ وَجَّهَ عَلِيُّ (ع) مِنْ فَاطِمَةَ
(ع) وَتَزَوَّجَ أَبُو الْعَاصِ ابْنَ رَبِيعَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي أُمِّيَّةَ زَيْنَبَا
وَتَزَوَّجَ عُمَيَّانُ ابْنُ عَفَّانَ أُمَّ كُلثُومَ وَلَمْ يُنْزِلْ بِهَا حَتَّى
هَلَكَتْ وَتَزَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَكَانَهَا رُقِيَّةَ -

(قرب الاسناد فی العباس عبداللہ بن معمر الکمری ص ۸)

”وہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کی اولاد پیدا ہوئی، قاسم، طاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) پھر نکاح کیا حضرت علی (علیہ السلام) نے حضرت فاطمہ (علیہا السلام) سے اور نکاح کیا ابو العاص بن ربیعہ نے جو کہ بنی امیہ میں سے تھے حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اور نکاح کیا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے دخول نہیں کیا تو وہ فوت ہو گئیں اور نکاح کیا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ام کلثوم کی جگہ حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا۔

۸- خصال لابن بابویہ:

ابو بصیر حضرت جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ حَدِيثِجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَامُّ كُلثُومٌ وَرَقِيَّةٌ وَزَيْنَبٌ وَفَاطِمَةُ وَتَزَوَّجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَتَزَوَّجَ أَبُو الْعَاصِ بْنُ رَبِيعٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ زَيْنَبَ وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أُمَّ كُلثُومَ قَبَاتٍ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا قَلْبًا سَادُوا إِلَيَّ بِذُرِّ زَوْجَتِهِ رَسُولُ اللَّهِ رُقِيَّةً (خصال ابن بابویہ جلد ۱ ص ۳۷)

”حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اولاد حقیقی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی، قاسم اور طاہر ان کا نام عبد اللہ تھا ام کلثوم اور رقیہ اور زینب اور فاطمہ نکاح کیا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاطمہ علیہا السلام سے اور نکاح کیا ابو العاص بن ربیع نے اور وہ بنی امیہ

سے تھا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور نکاح کیا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پھر وہ فوت ہو گئیں اور اس کے ساتھ مجامعت نہیں فرمائی پھر جب وہ جنگ بدر کی طرف چلے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا۔“

۹- کتاب الاستبصار:

یزید بن غلیفہ نے کہا:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قِوْنِ الْقَوَّيْنِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَتَصَلِّي النِّسَاءَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُبَاهِدُهُمُ الْبَغِيْرَةَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَحَدَّثَ حَدِيثًا طَوِيلًا وَإِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ تَوَقَّيْتُ وَإِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِي نِسَائِهَا فَصَلَّتْ عَلَى أُخْتِهَا۔ (کتاب الاستبصار، جلد اول، ص ۲۳۵)

”میں حضرت (جعفر صادق) ابو عبد اللہ علیہ السلام کے پاس تھا تو قوموں میں سے کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اے ابو عبد اللہ! کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟ راوی نے کہا کہ حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر الصادق) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیرہ بن ابی العاص کے خون ضائع ہونے کی بات فرما رہے تھے اور آپ نے لمبی حدیث بیان فرمائی اور بلا شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینب فوت ہوئیں تو یقیناً حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنی عورتوں میں نکلیں

اور آپ نے اپنی ہمیشہ و حضرت زینب پر نماز جنازہ پڑھی۔“

۱۰۔ مجالس المؤمنین:

قاضی نور اللہ شوشتری لکھتا ہے کہ

”اگر نبی دختر عثمان دادولی دختر ہمر فرستاد“

(مجالس المؤمنین، جلد اول، ص ۲۰۴ مطبوعہ تہران)

”اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بیٹی حضرت عثمان (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دی تو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی

بیٹی حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں دی۔“

۱۱۔ مناقب آل ابی طالب:

وَأَوْلَادُهُ وَلِدَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمِ وَ عَبْدِ اللَّهِ وَ هُمَا الظَّاهِرُ

وَالظَّاهِرُ وَ أَرْبَعٌ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَ رُقِيَّةُ وَ أُمُّ كُلثُومٍ وَ هِيَ الْوَحِيدَةُ

وَقَاطِبَةُ.

(مناقب آل ابی طالب جلد اول، ص ۱۶۱، مطبوعہ قم خیابان طبع - ۱۶)

”حضور علیہ السلام کی اولاد حضرت خدیجہ سے دولہ کے پیدا ہوئے قاسم

اور عبد اللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہیں سے چار بیٹیاں پیدا

ہوئیں سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے (ام کلثوم

کنیت ہے) اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)۔“

۱۲۔ کتاب الامالی:

شیخ طوسی نے کہا:

وَدَّوِيَّ أَنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَخَلٍ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا

السَّلَامُ بَعْدًا وَقَا وَ أُخْتُهَا رُقِيَّةُ عُثْمَانَ لِسِتَّةَ عَشَرَ يَوْمًا.

(کتاب الامالی، شیخ الطوسی ص ۱۷۷)

”اور روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب آپ کی بہن رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عثمان

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے دس دن بعد گئے۔“

۱۳۔ مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ:

ابو مریم نے اپنے باپ سے اس کو ذکر کیا کہ

أَنَّ أَمَامَةَ بِنْتَ الْعَاصِ وَ أَمَّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَحْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي كَالِبٍ عَلَيْهِ

السَّلَامُ بَعْدًا وَقَا وَ قَاطِبَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَخَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ عَلِيِّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ الْبُخَيْرَةُ بْنُ نُوْقَلٍ. (من لا يحضره الفقيه، ص ۱۰۷)

”بے شک امامہ بنت عاص جن کی والدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھیں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں

حضرت فاطمہ علیہا السلام کے وصال کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بعد مغیرہ بن نوقل نے امامہ بنت عاص سے نکاح کر لیا۔“

۱۴۔ شرح نهج البلاغه ابن ابی حدید:

قَالَ شَيْخُنَا أَبُو عُثْمَانَ وَلَكِنَّا مَاتَتِ الْإِثْنَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَوَّجْتُهُ إِبْنَتَيْنِ وَلَوْ أَنَّ عِنْدِي

ثَلَاثَةٌ لَفَعَلْتُ قَالَ قَالَ وَلِذَلِكَ سَقَى ذُو النُّوْرَيْنِ -

(شرح نهج البلاغه ابن ابی حدید، جلد سوم، ص ۶۰، طبع روت)

”ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا کہ جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کے نکاح میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا۔ راوی کہتا ہے انہوں نے فرمایا: (ابو عثمان نے) کہ اسی لیے حضرت عثمان کو دونوں والا کہتے ہیں۔“

۱۵- مروج الذهب للمسعودی:

وَكَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ وَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَصْغَرُ
أُمُّهُمَا رُقَيْةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
(مروج الذهب للمسعودی، جلد دوم، ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
”حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے عبد اللہ اکبر اور عبد اللہ اصغر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے۔“

۱۶- التنبیہ والاشراف للمسعودی:

”مشہور شیعہ مورخ مسعودی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی رقیہ کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادی رسول سے پیدا ہوا جو چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔“

(التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۳۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

۱۷- شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام:

عثمان رقیہ وأم کلثوم را بنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھیری در آورد۔

(شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام، جلد اول، ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران)

”حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ أم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ہیں۔“

۱۸- تفسیر مجمع البیان:

صاحب تفسیر مجمع البیان واضح طور پر لکھتے ہیں کہ
عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَأُمُّهُ رُقَيْةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ.
(تفسیر مجمع البیان، جلد دوم، ج ۲، ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔“

۱۹- منہج الصادقین:

پارہ ۲۲ سورۃ احزاب کی آیت کریمہ ۵۹ قُلْ يَا زَوْجِكَ وَبَنَاتِكَ اِذَا كُنَّ

شیعہ محقق نے یوں کیا:

”اے پیغمبر جو مرزبان خود را و مرد دختران خود را“ (منہج الصادقین جلد ۱، ص ۳۳۲)

”اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرمادو۔“

۲۰- مسالك الافهام:

بنو ہاشم کی شادیاں غیر بنو ہاشم میں کرنے کو ناجائز قرار دینے والے خود کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو:

أَزَوَّجَ ابْنَتَهُ عُثْمَانَ وَ زَوَّجَ ابْنَتَهُ زَيْنَبُ بَابِي الْعَاصِ ابْنِ

الرَّبِيعِ وَكِيسَاهِمِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

(مسالك الافهام شرح ”شرايع الاسلام“ جلد اول، کتاب النکاح مطبوعہ ایران، ص ۱۴۱)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک شہزادی کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی اور دوسری دختر کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے فرمایا یہ دونوں بنی ہاشم سے نہ تھے۔“

۲۱- اعیان الشیعہ:

صاحب اعیان الشیعہ لکھتے ہیں کہ

وَفِي مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ وَهُنَّ زَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقِيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ فِي أَعْلَامِ الْوُدَّاءِ وَعَنْدَهُ أَنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ أَخِيَّتِهَا رُقِيَّةَ وَتَوَقَّيْتُ عِنْدَهُ۔

(اعیان الشیعہ جلد سوم، ص ۲۸۷) کہو ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطہرہ ہر وقت طبع جدید ہے۔
”مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے چار شہزادیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی اور وہ زینب، فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔ اعلام الوری وغیرہ میں طبری نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شادی کی ان کی بہن رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بعد اور ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی ہوا۔“

۲۲- بحار الانوار:

وَلَكِنَّتْ خَدِيجَةَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ وَرُقِيَّةُ وَأُمُّ

كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ۔

(بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۱۶۶، ۱۶۷، باب جلد اول دوم علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔
(رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

۲۳، ۲۴، ۲۵، تاریخ التواریخ:

”درہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند“ (تاریخ التواریخ جلد اول، ص ۶۶۹)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں ہجرت کے وقت مکہ معظمہ رہ گئی تھیں۔

اسی تاریخ التواریخ جلد سوم، ص ۹۳ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر کا حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہے کیونکہ ”رقیہ دختر رسول مرعیش بود“ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔

مزید لکھا ہے کہ ”رقیہ دختر رسول خدا بود“

یعنی حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں۔ (تاریخ التواریخ، جلد اول، ص ۱۶۳، ۱۶۴، تاریخ سال دوم ہجری)

۲۶- چہارود معصوم:

جلد اول باب پنجم، ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقِيَّةَ وَ أُمَّ كَلْثُومَ عُمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الْغَائِيَّةُ قَالَ لَوْ
كَانَتِ الْغَائِيَّةُ لَزَوَّجْنَاهَا إِيَّاهُ۔ (المبسوط، جلد چہارم، ص ۱۵۸، کتاب النکاح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں رقیہ اور اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دیں جب دوسری کا بھی انتقال ہو گیا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو میں اسے بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

۲۹۰۲۸-شافی، تلخیص الشافی:

اہل تشیع کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسی نے اس کی تشریح تلخیص الشافی جلد ۳، ص ۵۴، ۵۵، ۵۶ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

۳۰-منتخب التواریخ:

”اما کرمہ زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجہ الکبریٰ بہ پیغمبر صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد شد“ (منتخب التواریخ، باب اول، ص ۳۳ مطبوعہ ایران)

حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم علیہ السلام کے حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔

۳۱-حیات القلوب:

ملاں باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ

”وخران آن حضرت چہار نفر بودند و ہمہ از خدیجہ بوجود آمدند“

(حیات القلوب، جلد دوم، ص ۱۰۲، باب اول، مطبوعہ نولکھور)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب کی سب حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے پیدا ہوئیں۔

۳۲-فتنی الامال:

”ورقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ و اُم

کلثوم ورقیہ وزینب“

(فتنی الامال، جلد اول، ص ۱۲۵، فصل ہفتم، باب اول، مطبوعہ ایران)

۳۳-مروج الذهب:

میں بھی یہی عبارت درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

قرب الاسناد میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد طاہر وقاسم اور فاطمہ و اُم کلثوم ورقیہ و

زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

تولد ہوئی۔ (مروج الذهب، جلد ۲، ص ۲۹۱)

۳۴-حیات القلوب:

نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ملاں باقر مجلسی نے خود نقل کیا ہے کہ سرکار نے فرمایا:

”و خدیجہ اور ا خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود و

قاسم را آ و دو ورقیہ وفاطمہ وزینب و اُم کلثوم از وہم رسید“

(حیات القلوب، جلد دوم، ص ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملاں باقر مجلسی)

اللہ کریم حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر رحم فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ

نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ و فاطمہ و زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

۳۵- حیات القلوب:

”در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب“

(حیات القلوب، جلد دوم، ص ۲۰۲، باب ۵۱، مطبوعہ مکتبہ الرضویہ، ترجمہ کر چکا ہے۔)

۳۶- مرآة العقول:

اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرآة العقول نے جلد اول، ص ۳۵۲ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا ہے اور علامہ ابن شہر آشوب کے ”المناقب“ سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا ہے۔

۳۷- ذبح عظیم:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

”وَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَ خَالَةً وَ خَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ وَ ابْنَاهُ وَ خَالَتُهُ زَيْنَبُ وَ رُقِيَّةُ وَ أُمُّ كُلْثُومٍ“

(ذبح عظیم، ص ۲۳، مصنف سید ابوالاحسن مطبوعہ لاہور طبع جدید)

اور یہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبداللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب، رقیہ اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

۳۸- انوار نعمانیہ:

”وَأَنَّهَا وَلَدَتْ لَهُ إِبْرَاهِيمَ وَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَ رُقِيَّةُ وَ أُمُّ

كُلْثُومٍ وَ فَاطِمَةُ“ (انوار نعمانیہ، جلد اول، ص ۳۶۶، مطبوعہ ترجمہ طبع جدید) اور حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو صاحبزادے جنے اور آپ ہی سے چار شہزادیوں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

۳۹- مرآة العقول:

”رَوَى الصَّدُوقُ فِي الْخِصَالِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ وَ الطَّاهِرُ وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَ أُمُّ كُلْثُومٍ وَ رُقِيَّةُ وَ زَيْنَبُ وَ فَاطِمَةُ“

(مرآة العقول شرح اصول الفروع، جلد اول، ص ۳۵۲)

ترجمہ ہو چکا ہے۔

۴۰- تنقیح المقال (فیصلہ کن بات):

”إِنَّ كُتُبَ الْفَرِيقَيْنِ مَشْهُوَّةٌ بِأَنَّهَا وَلَدَتْ لِنَبِيِّ (ص) أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَ أُمُّ كُلْثُومٍ وَ فَاطِمَةُ وَ رُقِيَّةُ“

(تنقیح المقال، جلد سوم، ص ۷۷، باب الحاد)

شیعہ و سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی صلی بیٹیاں چار تھیں جن کے نام زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

۴۱- ابن شہر آشوب:

”أَوْلَادُهُ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ وَ عَبْدُ اللَّهِ وَ هُمَا الطَّاهِرُ وَ الطَّيِّبُ وَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَ رُقِيَّةُ وَ أُمُّ كُلْثُومٍ وَ هِيَ امِّئْتَةُ وَ فَاطِمَةُ“ (ابن شہر آشوب، جلد اول، ص ۸۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے قائم اور عبداللہ اور وہ طیب و طاہر اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)۔

وَأَمَّا رُقَيْةٌ فَتَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ وَ أُمُّ كُلثُومٍ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ وَ هُمَا ابْنَا أَبِي لَهَبٍ فَطَلَقَاهُمَا فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ رُقَيْةً بِالْكَدَيْتَةِ وَوُلِدَتْ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ صَبِيًّا لَمْ يُجَاوِزْ سِتًّا سِنِينَ۔

اور لیکن رقیہ، ان سے نکاح کیا عتبہ نے اور ام کلثوم، ان سے نکاح کیا عتبہ نے اور وہ دونوں ابولہب کے بیٹے تھے تو ان دونوں نے ان کو طلاق دے دی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقیہ سے مدینہ طیبہ میں نکاح کیا ان سے ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا وہ چھ سال سے زیادہ عمر کا نہیں ہوا۔

۳۲-۱- اعتبار نام:

”جلد عاشقہ میں یہ قول لکھا ہے کہ بزل ہرودی نے حسین بن روح سے پوچھا دختران رسول خدا کتنی پیدا ہوئیں جواب دیا کہ چار بنات مصطفیٰ تمہیں فسائل ایتھس افضل فسائل فاطمہ قال و لکم صارت افضل۔ الخ، (اخبار نام، ص ۸۵)

علاوہ ازیں حیات القلوب جلد دوم، ص ۱۸، ۱۹، ۲۸، ۳۶، ۳۷، ۳۸ پر بنات اربع کا ثبوت موجود ہے تحفۃ العوام، ص ۱۱۳ حاشیہ شیخ عباس قمی پر منتہی الامال جلد اول، ص ۹۷ ناخ التواریخ جلد دوم ص ۶۴۳ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت موجود ہے تمام کتب فقیر کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ عند الطلب حوالہ جات دکھائے جاسکتے ہیں۔

محمد مقبول احمد سرور فیصل آباد

کتبیات

۱	قرآن کریم	۵۴	انوار الحمد یہ للمحمّدی
۲	تفسیر ضیاء القرآن	۵۵	سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب اللدنیہ
۳	تفسیر الحسنات	۵۶	معارف النبوت
۴	تفسیر درمنثور عربی	۵۷	السیرۃ الخلیفہ
۵	تفسیر کمالین اردو	۵۸	بنات مصطفیٰ
۶	تفسیر درمنثور اردو	۵۹	ذخائر العقبیٰ
۷	بخاری شریف	۶۰	المعارف ابن قتیبہ
۸	جامع الاحادیث	۶۱	الفضل الموبد لآل محمد ملا یونس
۹	کنز العمال	۶۲	انوار نبوت
۱۰	جامع الترمذی شریف	۶۳	روضۃ الشہداء
۱۱	ابن ماجہ شریف	۶۴	الشرف الموبد لآل محمد للمحمّدی
۱۲	ابوداؤد شریف	۶۵	اسعاف الراغبین
۱۳	مسلم شریف	۶۶	جامع الحجرات
۱۴	طحاوی	۶۷	اصول کافی، شیعہ
۱۵	حلیۃ الاولیاء	۶۸	حلیۃ القلوب، شیعہ
۱۶	الخصائص الکبریٰ	۶۹	سیرت رحمتہ للعالمین، اہل حدیث
۱۷	فضائل النبی	۷۰	جمرة الانساب، شیعہ
۱۸	الاستیعاب	۷۱	منتہی الامال، شیعہ
۱۹	سیرۃ ابن ہشام	۷۲	تقویۃ الایمان، وہابی دیوبندی
۲۰	طبقات ابن سعد	۷۳	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دیوبندی
۲۱	البدایہ والنہایہ	۷۴	فروع کافی، شیعہ
۲۲	نسخ الزوائد	۷۵	القول المقبول، شیعہ
۲۳	تاریخ ابن عساکر	۷۶	تحفۃ العوام، شیعہ
۲۴	بیہقی شریف	۷۷	تہذیب الاحکام، شیعہ
۲۵	ذرقانی شریف	۷۸	قرب الانساب، شیعہ

شرح مسلم سعیدی	۲۶	۷۹	خصال لایق بابویه شیعه
الاصابه فی تمیز الصحابه	۲۷	۸۰	الاستبصار شیعه
شفاه فی فضی عیاض	۲۸	۸۱	عیال المؤمنین شیعه
امهات المؤمنین	۲۹	۸۲	مناقب آل ابی طالب شیعه
تنزیه الشریفه الی بیوم	۳۰	۸۳	کتاب الامالی شیعه
الاسن و العللی از اعلیٰ حضرت	۳۱	۸۴	من الامتضاه المقلیه شیعه
صفاح النجین	۳۲	۸۵	شرح منج البلاغه لایق ابی حدید شیعه
فتاویٰ رضویه	۳۳	۸۶	مروج الذهب للمعصومی شیعه
کوکب دری	۳۴	۸۷	التنبیه والاشراف للمعصومی شیعه
مقباس خلافت	۳۵	۸۸	شرح منج البلاغه فارسی الاسلام شیعه
تاریخ ابن کثیر	۳۶	۸۹	تفسیر مجمع البیان شیعه
تاریخ کامل	۳۷	۹۰	منج الصادقین شیعه
تاریخ طبری	۳۸	۹۱	مسالك الافهام شیعه
تاریخ ابن خلدون	۳۹	۹۲	ایمان الشیعه شیعه
تاریخ مدینه و دمشق	۴۰	۹۳	مجمع البحرین شیعه
المستدرک للحاکم	۴۱	۹۴	بحار الانوار شیعه
حبیب العظم	۴۲	۹۵	ناسخ التواریخ شیعه
فضیله النبی	۴۳	۹۶	چهارده معصوم شیعه
تاریخ الخویش	۴۴	۹۷	المبسوط شیعه
سیرت ابن کثیر	۴۵	۹۸	شافی و تخیض الشافی شیعه
تراجم سیدات بیت نبوت	۴۶	۹۹	مفتخ التواریخ شیعه
الصواعق المحرقة	۴۷	۱۰۰	حیات القلوب شیعه
برق سوزان	۴۸	۱۰۱	مرآة العقول شیعه
تاریخ بغداد للخطیب	۴۹	۱۰۲	منتخب الرجال شیعه
نزہت الجنس	۵۰	۱۰۳	انوار لعنائیه شیعه
آل رسول	۵۱	۱۰۴	زین عظیم شیعه
نور الانصار	۵۲	۱۰۵	ابن شهر آشوب شیعه
مدارج النبوت از حضرت دہلوی	۵۳	۱۰۶	اخبار ائمه شیعه

ابوالاعلیٰ محمد بن ابی بکر

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من الآيات العظيمة

صحیح بخاری
20 نمبر
8 جلد


 علامہ محمد رفیع خاں صاحب دینی و علمی خدمات
 دارالعلوم حقانیہ
 علامہ محمد رفیع خاں صاحب دینی و علمی خدمات
 دارالعلوم حقانیہ

تہذیب و تعلیم کی بنیاد پر

المجلد الثاني
العدد 12
سنة 1432 هـ

پیشکش: 100 روپے

بیاض الصالحین

2022
مقدمہ: اسلامی اقدار اور ان کی اہمیت
اساتذہ کرام: السلام علیکم وعلیٰ اہل بیتہم
اساتذہ کرام: السلام علیکم وعلیٰ اہل بیتہم

عشق مجازی

سورة التوبة

الموطأ
أما مالك

وہاں سے آکر اپنے گھر پہنچا۔

تقویت ایمانی و اخلاقی و سنی و فقهی
العلوم و فقه

مخبر باقی

الإمام الشافعي

100

سَمَرْقَنْدِ

Dr. W. L. G. G. G. G.

معارف و اسلام
بقیہ نمبر ۱۰۸

الحق القوي

10

042-37246006

